ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

21

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

19 تا 25 ذوالقعدہ 1445ھ / 28 مئی تا 3 جون 2024ء

داعیٔ حق کی ذمہ داری

جہاں تک ایک داعیٔ حق کا تعلق ہے وہ اس مسئلہ پر بالکل غور نہیں کرتا، اور نہ اسے غور کرنا چاہیے کہ لوگ اس کی دعوت پر کان دھریں گے یا نہیں اور نہ اس فکر میں وہ سر کھپاتا اور نہ اس کو سر کھپانا چاہیے کہ زمانہ اس کی دعوت کے لیے سازگار ہے یا ناسازگار۔ وہ لوگوں کے ردوقبول، اپنی کوششوں کی کامیابی اور ناکامی اور دعوتِ حق کے انجام کے متعلق ایک بار یہ فیصلہ کر کے کہ اس امر کا تعلق اس کی ذات سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، بالکل مطمئن ہو جاتا ہے۔ وہ صرف اس بات پر غور کرتا ہے کہ خود اس کا اپنا فرض کیا ہے؟ اور جب یہ طے کر لیتا ہے کہ وہ اس مقصد کی دعوت دے جس کو وہ حق یقین کر رہا ہے اور جو اس کے خیال میں تمام دنیا کے لیے یکساں مفید ہے، تو یہ طے کر چکنے کے بعد وہ اس تردد میں نہیں پڑتا کہ لوگ اس کی دعوت کو قبول کرنے کے بارے میں اپنا فرض پورا کریں گے یا نہیں اور اللہ تعالیٰ اس دعوت کو دنیا میں برپا کرے گا یا نہیں۔

جہاں تک لوگوں کے ردوقبول کا تعلق ہے وہ اس کی دعوت کو قبول کریں یا نہ کریں، دونوں صورتوں میں اس کی اپنی ذمہ داری بدستور قائم رہتی ہے۔ اگر وہ قبول کریں گے تو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح کی راہیں کھلیں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ادائے فرض و دعوت کا اجر وثواب حاصل کرے گا، اور اگر قبول نہ کریں گے تو اس کے ذریعہ سے لوگوں پر اللہ کی حجت پوری ہوگی اور داعی اللہ کے ہاں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش قرار دیا جائے گا کہ اس کا جو فرض تھا اس نے پورا کر دیا۔

(مولانا امین احسن اصلاحی)

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 234 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 35500 سے زائد، جن میں بچے: 15280، عورتیں: 11320 (تقریباً)۔ زخمی: 86700 سے زائد

اس شمارے میں

غزہ میں اسرائیلی درندگی اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داری
امیر سے ملاقات (27)
امیر تنظیم اسلامی کا "سیو فلسطین یوتھ کانفرنس" سے خطاب
پاکستان میں اشرافیہ کی لوٹ مار اور سوشل انجینئرنگ کا انٹرنیشنل ایجنڈا
تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں
No equivalence between innocent Palestinian victims....

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمد
1086

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاہدہ نکاح

سورۃ القصص — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت:28

قَالَ ذٰلِکَ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ ؕ اَیَّمَا الۡاَجَلَیۡنِ قَضَیۡتُ فَلَا عُدۡوَانَ عَلَیَّ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوۡلُ وَکِیۡلٌ ﴿٪۲۸﴾

آیت ۲۸: ﴿قَالَ ذٰلِکَ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ ؕ﴾ ''موسیٰ ؑ نے کہا: (ٹھیک ہے) یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی۔''

﴿اَیَّمَا الۡاَجَلَیۡنِ قَضَیۡتُ فَلَا عُدۡوَانَ عَلَیَّ ؕ﴾ ''ان دونوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کردوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو۔''

یعنی آپ کا مطالبہ مجھ سے آٹھ سال کا ہی ہوگا۔ اگر میں دس سال پورے کردوں تو یہ میرا اختیار ہوگا' آپ مجھے اس پر مجبور نہیں کریں گے۔

﴿وَ اللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوۡلُ وَکِیۡلٌ ﴿۲۸﴾﴾ ''اور جو کچھ (اس وقت) ہم کہہ رہے ہیں' اللہ اس پر وکیل ہے۔''

یعنی ہمارے اس قول و قرار اور معاہدے کا گواہ اور ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔

درس حدیث

نکاح کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے

عَنۡ اَبِیۡ اَیُّوۡبَ الۡاَنۡصَارِیِّ ؓ قَالَ قَالَ: رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَرۡبَعٌ مِنۡ سُنَنِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ: اَلۡحَیَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ)) (سنن ترمذی)

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار باتیں انبیاء و رسل کی سنت میں سے ہیں: حیا کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔''

تشریح: سورۃ الرعد میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے کتنے ہی انبیاء (علیہم السلام) کو بھیجا اور ہم نے ان کے لیے بیویاں اور اولادیں بنائیں۔''

اسی طرح ایک مرتبہ جب بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عبادت و ریاضت میں یکسوئی و دلچسپی کے پیش نظر آنحضرت ﷺ کے سامنے اپنی قوت شہوت کو ختم کردینے کی خواہش کا اظہار کیا تو آنحضرت ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور شادی نہ کرنے کو زندگی سے فرار اختیار کرنا قرار دیا۔ اس لیے کہ اسلام زندگی سے فرار کی راہ کو بالکل ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ 'بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں، میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں اور کبھی بغیر روزوں کے رہتا ہوں، کبھی راتوں میں نماز پڑھتا ہوں اور کبھی سوتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں (یہ میرا طریقہ ہے) اور جو میرے طریقے سے منہ موڑے، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے نکاح میں انسان کے لیے بہت سے دینی و دنیاوی فائدے رکھے ہیں، مثلاً معاشرتی فائدے، خاندانی فائدے، اخلاقی فائدے، سماجی فائدے، نفسیاتی فائدے الغرض فائدوں اور خوبیوں کا دوسرا نام نکاح ہے۔

انسان کو نکاح کے ذریعہ صرف جنسی سکون ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ قلبی سکون، ذہنی اطمینان غرض کہ ہر طرح کا سکون میسر ہوتا ہے۔ شوہر اور بیوی کے مابین الفت و محبت کا رشتہ ہے اور ایک دوسرے کے لیے راحت و آرام، سکون و اطمینان کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ''وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی بنائی تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔'' (سورۃ الاعراف:189)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

خورشید انجم

غزہ میں اسرائیلی درندگی اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری

انسانی تاریخ جنگ وجدل اور خونریزی سے بھری پڑی ہے۔ کئی بار مختلف اقوام اور مذاہب سے تعلق رکھنے والی افواج ایک دوسرے کے مقابل آئیں اور خون کی ندیاں نہیں دریا بہا دیے گئے۔ اس عالمی سطح پر وسیع قتل وغارت گری میں اگرچہ مخالف عام شہری بھی مارے گئے لیکن ان جنگوں میں اصلاً مدِمقابل فوجی ہی جان سے جاتے رہے۔ لیکن فلسطین میں لڑی جانے والی حالیہ جنگ جسے غزہ کی جنگ کہا جارہا ہے اور جس میں اصلاً اسرائیل اور فلسطینی مسلمانوں کی ایک جماعت حماس مدِمقابل ہیں، یہ جنگ آج تک ہونے والی تمام جنگوں سے اس لیے مختلف ہے کہ اس میں اسرائیل غزہ کے عام شہریوں، سکولوں اور ہسپتالوں پر بمباری کرکے انسانیت کے خلاف جرائم کا ارتکاب کررہا ہے۔ وہ فلسطینیوں کی نسل کُشی پر اتر آیا ہے اور عورتوں اور بچوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنا رہا ہے۔ وہ معصوم بچوں کو یہ کہہ کر ٹارگٹ کررہا ہے کہ یہ ٹائم بم ہیں جو کسی وقت اُس کے خلاف پھٹ جائیں گے۔ اسرائیل کے فوجی غزہ کے ہسپتالوں سے زخمیوں اور مریضوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر باہر سڑک پر پھینک دیتے ہیں اور وہ تڑپ تڑپ کر جان دے رہے ہیں۔ ایک شریف النفس انسان اور اچھا معاشرہ یہ سلوک جانوروں اور حیوانوں سے بھی نہیں کرتا۔ اسرائیل نے دنیا کو ایک جنگل بنا دیا ہے جس میں وہ بلا لحاظ وتمیز درندے کی طرح چیر پھاڑ کررہا ہے۔ جو انسان یہ کام پتھر کے دور میں بھی اس بے دردی سے نہیں کرتا تھا۔ اس بات کو خاص طور پر ذہن میں رہنا چاہیے کہ اسرائیل اس وحشیانہ پن کا مظاہرہ ایک محدود جگہ پر چند ماہ کے قلیل عرصہ میں کرچکا ہے۔ جبکہ تاریخ بتاتی ہے کہ عالمی جنگوں میں ایسی خونریزی بڑے وسیع علاقوں میں اور کئی سالوں میں ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں ہمیں آگاہ کرچکا ہے: ”تم لازماً پاؤ گے اہلِ ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں“ (المائدہ:82)۔ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے ہماری ذمہ داری اور ہمارے کرنے کا کام بھی ہم پر واضح کرچکا ہے: ”اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیے گئے ہیں اور جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنادے اور ہمارے لیے خاص اپنے فضل سے کوئی مددگار بھیج دے۔“ (النساء:75)

7 اکتوبر 2023ء کو حماس کے حملے سے پہلے اسرائیل، عرب ممالک اور بعض دوسرے مسلمان ممالک بھی باہم مفاہمت اور محبت کی باتیں کررہے تھے اور سب اسرائیل کو تسلیم کرنے پر تقریباً آمادہ ہوچکے تھے۔ اسرائیل اُس کہاوت پر عمل کرنے کی کوشش کررہا تھا کہ دشمن اگر گڑ دے کر مارا جاسکتا ہے تو زہر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ گریٹر اسرائیل کے لیے ایک جال بچھا رہا تھا جس کا نقشہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو نے ستمبر 2023ء میں اقوامِ متحدہ میں ساری دنیا کو دکھا دیا تھا۔ لیکن 7 اکتوبر 2023ء کو حماس کے حملہ نے اس سازشی منصوبہ کو ملیامیٹ کردیا۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور اُنہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی اپنی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔“ (آل عمران:54) اسرائیل کو تسلیم کرنے کا معاملہ توفی الحال کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ لیکن اسرائیل اس کا بدلہ اہلِ غزہ اور دوسرے فلسطینیوں کو خون کے دریا میں غرق کرکے لینا چاہتا ہے۔ پھر یہ کہ امریکہ اور یورپ بھی اسرائیل کی پشت پناہی کررہے ہیں۔ دوسری طرف اسرائیل کے فلسطینیوں پر بے تحاشا ظلم کو امریکہ اور یورپ کے عوام نے بُری طرح مسترد کر دیا ہے اور وہاں لاکھوں لوگ اسرائیل کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے ہیں، گویا اس حوالے سے امریکہ اور یورپ کی ریاستوں اور عوام میں نقطۂ نظر کا بڑا فرق واقع ہوگیا ہے۔

بہرحال، نبی اکرم ﷺ نے پوری امتِ مسلمہ کو جسدِ واحد قرار دیا تھا جس کے ایک حصہ کی تکلیف سے دوسرا حصہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمان ممالک کو چاہیے کہ متحد ہوکر ارضِ فلسطین کو صیہونیوں سے پاک کرنے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ ان عملی اقدامات میں کچھ انفرادی نوعیت کے ہیں اور کچھ مسلمان ممالک کے ریاستی سطح پر کرنے کے ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے فلسطین

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 ذوالقعدہ 1445ھ — جلد 33
28 مئی تا 3 جون 2024ء — شمارہ 21

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: خورشید انجم

ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے مسلمانوں کی مدد اور ظالموں کے جبر کو روکنے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ سورۃ البقرہ کی آیت 153 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ''صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔'' ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کو متوجہ کرنے کے لئے کثرتِ سجود اور سجدوں کو طویل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے یعنی ہم فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کی طرف توجہ اور سجدوں کی کثرت کا اہتمام کریں۔ اسی طرح مساجد میں قنوت نازلہ کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اللہ کے سرکشوں، باغیوں اور نافرمانوں کے لیے ہرگز نہیں آتی۔ سورۃ النحل کی آخری آیت میں ارشاد ہوا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ کی معیت (مدد) ان لوگوں کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔'' لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر خاص و عام اپنی زندگی سے گناہوں، منافقت اور سرکشی کے رویہ کو ختم کرے۔ ہمیں چاہیے کہ اس وقت یہود و اسرائیل اور فلسطین کی تاریخ کا تفصیلی مطالعہ کریں اور اپنے قریبی لوگوں کو بھی یہ معلومات فراہم کریں۔ اس حوالہ سے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطابات کی سماعت بھی فائدہ مند ہوگی۔ اپنے بچوں کی ذہن سازی کی جائے تاکہ ان میں بھی امت کا درد پیدا ہو اور خدمتِ دین کے لئے مجاہدانہ تربیت کے ذریعہ افرادِ کار میسر ہوں۔ بچوں میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت پیدا کیا جائے۔ انفرادی سطح پر ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اس موقع پر اپنے اخراجات کو کم کر کے ایثار کرتے ہوئے فلسطینی مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ مالی مدد کرے۔ حکومتی سطح پر تمام مسلمان ممالک غزہ کے مسلمانوں تک بھرپور مالی مدد پہنچانے کا اہتمام کریں۔ سوشل اور ڈیجیٹل میڈیا پر نیز قومی و علاقائی ٹی وی چینلز، اخبارات اور پریس کلبز وغیرہ میں تقریر و تحریر کے ذریعے اسرائیلی ظلم کے خلاف اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے بھرپور آواز بلند کی جائے۔ اسی طرح فلسطین کے مسلمانوں پر بے انتہا ظلم و ستم کے خلاف اجتماعی سطح پر بڑے پیمانہ پر مظاہرے کیے جائیں تاکہ پوری دنیا کو معلوم ہو سکے کہ مسلمان متحد ہیں اور ایک دوسرے کے درد کو محسوس کرتے ہیں نیز یہ مسلمانانِ فلسطین کی دلجوئی اور ہمت بڑھانے کا باعث بھی ہوگا۔

مسلمان ممالک کے حکمرانوں، مقتدر طبقات اور افواج کو محض امدادی سامان، مالی تعاون یا مذمتی بیانات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کی طرف سے ظلم کے خاتمہ کے لئے بھرپور جواب سامنے آنا چاہیے۔ یاد رہے کہ ارضِ فلسطین کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی مالی اور سفارتی سمیت عسکری مدد کرنا بھی او آئی سی کے چارٹر میں شامل ہے۔ عوام کو چاہیے کہ طاقت و قوت رکھنے والے افراد پر اس حوالہ سے دباؤ ڈالنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔ عالم اسلام کی افواج، ان کی عسکری قوت خصوصاً پاکستان کی میزائل ٹیکنالوجی اور ایٹمی طاقت تمام امتِ مسلمہ کی امانت ہیں۔ حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ اگر پاکستان اسرائیل کو دھمکی دے تو وہ غزہ میں خون کی ہولی کھیلنے سے رک جائے گا۔ اس بیان نے ہم سب پر بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ لہٰذا اس طاقت کا حوالہ دے کر اسرائیل سے بات کی جائے۔ اسرائیل کا ہر شہری فوجی تربیت یافتہ ہے لہٰذا مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ نفاذِ عدل اور فریضۂ جہاد کی ادائیگی کی نیت سے اسی طرح کی تربیت حاصل کریں جس کا اہتمام مسلم حکومتوں کو کرنا چاہیے۔ جن عرب و دیگر مسلم ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کر کے اپنے ملک میں ان کا سفارت خانہ کھولا ہوا ہے، انہیں چاہیے کہ فی الفور اسرائیلی سفیر کو واپس بھیجیں، ان کے سفارت خانہ کو بند کریں اور اپنے سفیر کو اسرائیل سے واپس بلائیں۔ مسلم ممالک کو اسرائیل سے ہر قسم کے تجارتی تعلقات ختم کر دینے چاہئیں۔ اسرائیل اور اس کے پشت پناہوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے تاکہ اسرائیل کو شدید معاشی جھٹکا پہنچے۔ اسرائیل کو امداد پہنچنے کے تمام راستے مسدود کیے جائیں۔ مسلمان ممالک اپنی بری، بحری اور فضائی حدود اسرائیل کو ہر قسم کے تعاون پہنچانے کے لیے بند کریں۔ اسرائیل کے خلاف عالمی عدالت میں جاری مقدمات کا فریق بنا جائے اور عالمی فوجداری عدالت میں صہیونی ریاست کے خلاف کارروائی کے آغاز کے لیے کوشش کی جائے۔

یاد رہے کہ اسرائیل کی نظرِ بد اسلامی ایٹمی پاکستان پر مرکوز ہے۔ 1967ء میں اسرائیلی وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے پاکستان کو اپنا اصل دشمن قرار دیا تھا۔ موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو ماضی قریب میں پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے کی خواہش کا کھلم کھلا اظہار کر چکا ہے۔ چونکہ وہ جانتا ہے کہ اہل فلسطین کے ساتھ بے پناہ الفت و محبت پاکستان کے ڈی این اے میں شامل ہے۔ کون بھول سکتا ہے کہ 23 مارچ 1940ء کو جب برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی تقدیر بدل دینے والی قرار دادِ لاہور پاس کی گئی تھی تو اُسی اجلاس کے دوران آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے فلسطینی مسلمانوں کے حق میں بھی ایک قرار داد منظور کی تھی۔ گویا ارضِ فلسطین سے اہل پاکستان کا خصوصی تعلق ہے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ قرار دادِ لاہور کے منظور کیے جانے کے صرف 7 سال بعد 14 اگست 1947ء کو رمضان المبارک کی ستائیسویں (27ویں) شب میں مملکت خداداد پاکستان معرضِ وجود میں آ گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہونے کے بعد امتِ مسلمہ میں صرف پاکستان ہی ایسا ملک ہے جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ اسلام ہی اس کی شناخت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری جس کا علاج نہ اتارا ہو۔ کون نہیں جانتا کہ اس دنیا کو جب اسرائیل کی بیماری لاحق ہوئی تو اُس کے علاج یعنی پاکستان کو قائم ہوئے 9 ماہ ہو چکے تھے۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان ایک ایٹمی قوت بن گیا۔ لہٰذا فطری طور پر امتِ مسلمہ میں اسلامی ایٹمی پاکستان ہی کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ آگے بڑھے اور فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے اسرائیل کا ہاتھ روکے۔ ہم یہ نہ بھولیں کہ احادیث میں یہ خوش خبری موجود ہے کہ'' کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے جو مہدی کی حکومت کے لیے راستہ ہموار کریں گے۔'' (ابن ماجہ) اور ''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ اُنہیں کوئی نہیں روک سکے گا یہاں تک کہ اُنہیں ایلیاء (بیت المقدس) میں نصب کیا جائے گا۔'' (سنن ترمذی)۔ آج امت مسلمہ کا سب سے بڑا جرم دین اسلام سے بے وفائی کرتے ہوئے اس کو نافذ و غالب کرنے کی جدوجہد کو پس پشت ڈالنا ہے۔ دنیا میں 57 مسلم ممالک اور دو ارب سے زائد مسلمانوں کی تعداد ہونے کے باوجود آج امت اس فریضہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے ذلت و رسوائی کا شکار ہے۔ سچ پوچھیں تو جہاں اس وقت اہل غزہ سخت امتحان سے گزر رہے ہیں تو اُس سے بڑا امتحان باقی امتِ مسلمہ کا بھی ہے۔ اگر اُمتِ مسلمہ اسرائیل کو روکنے کے لیے اپنی قوت اور صلاحیت کو بروئے کار نہیں لاتی تو سمجھ لیں کہ فلسطینیوں کی خونریزی روکنے میں ہم نے بھی کوئی کردار ادا نہیں کیا اور روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت پکڑ کا خدشہ ہے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنا دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

یہ ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ غیر مسلم یونیورسٹیز میں مظلوم فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے ہو رہے ہیں جبکہ پاکستان کی یونیورسٹیز میں میوزک اور ڈانس کے پروگرامز ہو رہے ہیں،

وہ تمام مصنوعات جن کا براہ راست نفع اسرائیل کو جاتا ہے ان کے مکمل اور مستقل بائیکاٹ کی مہم ملک گیر سطح پر ہونی چاہیے، فلسطینیوں کے ساتھ محبت ہماری گھٹی میں شامل ہے۔

اکیلے آدمی کے لیے دجالی حملوں کا مقابلہ کرنا مشکل ہوتا ہے جبکہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کرنے والی کسی اجتماعیت میں شامل ہو کر دجالی فتنوں کا مقابلہ کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔

اسلام پر عمل پیرا ہونا استقامت کا تقاضا کرتا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: امریکی یونیورسٹیوں میں اسرائیل کے خلاف مظاہرے اور پاکستانی یونیورسٹیوں میں ناچ گانے۔ ایسا کیوں ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اسرائیل کے انسانیت سوز مظالم اور اہلِ فلسطین کی استقامت کے نتیجے میں اب یہ معاملہ پوری انسانیت کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہا ہے جس کے نتیجہ میں اب یہ مسئلہ صرف صہیونیوں اور مسلمانوں کے درمیان نہیں رہا بلکہ یہ عالمی سطح کا مسئلہ بن گیا ہے۔ چنانچہ جہاں کہیں انسانیت کسی درجے میں باقی ہے اس کا اظہار ہوتے ہوئے اب ہم دیکھ رہے ہیں۔ جیسے کہ آپ نے امریکہ کی یونیورسٹیز کا ذکر کیا۔ نہ صرف طلبہ بلکہ ان کے پروفیسرز بھی عوامی سطح پر اسرائیلی مظالم کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ وہ تو صرف انسانیت کی بنیاد پر ظلم کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں۔ جبکہ ہم انسان بھی ہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے امتی بھی ہیں، اہلِ فلسطین کے ساتھ ہمارا قلبی رشتہ بھی ہے لیکن یہ کہتے ہوئے دل دکھتا ہے کہ دو ارب مسلمان پوری دنیا میں ہیں لیکن جس قدر بڑے مظاہرے غیر مسلم معاشروں میں ہو رہے ہیں مسلمانوں کے ہاں ان کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آ رہا۔ اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہاں جامعات میں میوزک کی کلاسز ہو رہی ہیں، وفاقی وزارت تعلیم نے یونیورسٹیز میں ڈانس سکھانے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا (اگرچہ ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ بعد میں واپس لے لیا گیا)، لیکن سندھ میں تو پہلے ہی میوزک سکھانے کے لیے اساتذہ کی بھرتیوں کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا تھا اب پنجاب بھر کے تعلیمی اداروں میں بھی موسیقی کے مقابلے کروانے کا اعلان ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب اور سندھ کی یونیورسٹیز میں یہ بھی دیکھنے میں آ رہا ہے کہ تعلیمی سیشن مکمل ہونے پر طلبہ و طالبات ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے ہیں، پیپرز پھاڑ کر سڑکوں پر پھینکتے ہیں۔ یہ دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ کہاں ہمارے مظلوم فلسطینی بھائیوں اور بہنوں کے حق میں غیر مسلم انسانیت کی بنیاد پر آواز بلند کر رہے ہیں اور کہاں ہماری جامعات میں سرکاری سرپرستی میں اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے

مرتب: محمد رفیق چودھری

سارے کام ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ شاید ہماری غیرت مر چکی ہے لیکن بہرحال یہ زندگی ایک امتحان ہے۔ اہلِ فلسطین تو اپنی جانیں قربان کر کے اور استقامت کا مظاہرہ کر کے اس امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں لیکن ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہم اس امتحان میں کہاں کھڑے ہیں۔

سوال: تنظیم اسلامی نے اسرائیل کے خلاف اور اہلِ فلسطین کے حق میں آواز بلند کی ہے اور اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا۔ کیا تنظیم اسلامی کے رفقاء کو باقاعدہ ہدایات بھی ہیں کہ وہ اس بائیکاٹ کو پوری طرح اختیار کرنے کی کوشش کریں اور مزید ان کے لیے کیا رہنمائی ہے کہ وہ کس طرح اس آواز کو مزید بلند کر سکتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: ہم نے بھی اپنے پلیٹ فارم سے کوشش کی اور دوسری دینی جماعتوں نے بھی جہاں جہاں آواز بلند کی ہم سب کے لیے جزائے خیر کے کلمات کہیں گے اور دعا کریں گے اللہ یہ جذبہ مزید بڑھائے۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے مظاہروں کا بھی پورے پاکستان میں اہتمام کیا گیا، مختلف شہروں میں سیمینارز کا انعقاد کیا گیا، ہر خطاب جمعہ میں بھی کلام ہوتا ہے۔ تنظیم کے پلیٹ فارم سے ''زمانہ گواہ ہے'' پروگرام میں بھی مسئلہ فلسطین پر مستقل بات ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے حکمرانوں، ممبران پارلیمنٹ، سینٹ کے ممبران، مسلم ممالک کے سفارتخانوں کو باقاعدہ خطوط بھی لکھے گئے اور غیر مسلم ممالک کے سفیروں کو بھی خطوط لکھ کر انسانیت کی بنیاد پر اہلِ فلسطین کے حق میں آواز بلند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اسی طرح ہم نے ملک کے بڑے اور معروف اخبارات میں اشتہارات شائع کروا کر بھی حکمرانوں کا ضمیر جھنجوڑنے کی کوشش کی ہے اور پاکستانی قوم سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کے حق میں آواز اٹھائیں۔ فلسطینیوں سے محبت ہماری گھٹی میں شامل ہے۔ بانئ پاکستان قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اگر فلسطینیوں پر ظلم ہوگا تو ہم یہاں سے اس کا جواب دیں گے۔ 1940ء میں جب قراردادِ لاہور پاس ہوئی تھی تو اس کے ساتھ ہی ایک قرارداد فلسطینیوں کی حمایت میں بھی پاس ہوئی تھی۔ یعنی فلسطینیوں کی حمایت ہماری قومی پالیسی رہی ہے۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں فتح کے بعد اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ ہمارا اصل نظریاتی دشمن پاکستان ہے۔ نیتن یاہو نے بھی بیان دیا تھا کہ ہمیں بڑی خوشی ہوگی اگر پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم ہو جائے۔ فلسطینیوں نے بھی پاکستان سے ہمیشہ توقعات رکھی ہیں۔ چند سال قبل جب عید الفطر کے دن اسرائیل نے فلسطینیوں پر بمباری کی تھی اور نہتے فلسطینی بوڑھے، بچے اور عورتیں شہید ہوئی تھیں تو اس وقت فلسطینی مسلمان پکارتا تھا اے افواج پاکستان! تم کہاں ہو؟ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ایٹمی صلاحیت دی اور بہترین فوج دی۔

1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستانی پائیلٹس نے اسرائیلی جہازوں کو گرایا۔ یہ ساری صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو دی ہیں لہٰذا کم سے کم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات تو کریں۔ حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ نے بھی خط لکھا تو پاکستانی حکومت کو ہی لکھا اور تقاضا کیا کہ اسرائیل کو جواب دیا جائے۔ اگر پاکستان اسرائیل کو روکے گا تو وہ ظلم سے رُک جائے گا۔ پاکستان کا فلسطینیوں کے ساتھ گہرا رشتہ ہے لہٰذا پاکستانی عوام کو بھی چاہیے کہ وہ فلسطینی بھائیوں کے لیے دعا کریں، قنوت نازلہ کا اہتمام کریں، مالی طور پر بھی جو مدد ہوسکتی ہے وہ کریں۔ جہاں جہاں ہم ان کے لیے آواز بلند کر سکتے ہیں وہاں لازماً کرنی چاہیے۔ مظاہروں کا بڑے پیمانے پر اہتمام کرنا چاہیے۔ اسی طرح وہ تمام مصنوعات جن کا براہ راست نفع اسرائیل کو جاتا ہے ان کے مکمل اور مستقل بائیکاٹ کی مہم ملک گیر سطح پر ہونی چاہیے۔ اپنے حکمرانوں پر بھی ہمیں پریشر ڈالنا چاہیے کہ وہ فلسطین کے حق میں اقدام کریں۔ او آئی سی کے چارٹر میں لکھا ہوا ہے کہ فلسطینیوں کی اخلاقی، مالی، سفارتی کے ساتھ ساتھ عسکری مدد کرنا ہر مسلمان ملک کی ذمہ داری ہے۔ جہاں تک رفقاءِ تنظیم کو ہدایت کا معاملہ ہے تو یہ ہماری غیرت دینی کا تقاضا بھی ہے کہ وہ مصنوعات جن کا نفع اسرائیل کو جاتا ہے اور اس سے استفادہ کر کے وہ ہمارے فلسطینی بہنوں اور بھائیوں کی نسل کشی کر رہا ہے اُن کا بائیکاٹ کریں۔ یقیناً ہم نے رفقاء کو ہدایات جاری کی ہیں اور رفقاء نے اپنے تجربات بھی شیئر کیے ہیں۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ فلاں فلاں مصنوعات اسرائیلی ہیں وہ ہمارے گھر میں استعمال نہیں ہوں گی۔ اس میں پاکستانی قوم کے پاس موقع بھی ہے کہ وہ پاکستانی مصنوعات کا استعمال کریں تاکہ پاکستان کی اکانومی کو بھی فائدہ ہو۔ صرف مسلمان ممالک ہی نہیں غیر مسلم ممالک میں بھی بڑی تعداد میں اسرائیل کو نفع پہنچانے والی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ کچھ مسلم ممالک میں بھی عوام نے بائیکاٹ کیا ہے اور اس کا اثر بھی ہوا ہے کہ بعض بڑے برینڈز کو سوچنا پڑ گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کام کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

سوال: کراچی سے ہماری ایک بہن کا کہنا ہے کہ جب سے میں نے پردہ شروع کیا ہے بڑی مشکل میں ہوں کیونکہ سب ساتھ چھوڑ گئے ہیں، حتیٰ کہ والدین بھی کہتے ہیں کہ پردہ کرنا ترک کروگی تو تمہاری شادی ہوگی ورنہ نہیں ہوگی، اس صورتحال میں آپ کیا رہنمائی دیں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: اللہ تعالیٰ ہماری اس بہن کو استقامت عطا فرمائے۔ یہ ان کا اکیلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کی اکثریت کلمہ گو مسلمان ہے لیکن عملی مسلمان اور بے عمل مسلمان میں فرق رہتا ہے۔ مولانا مودودیؒ سے کسی نے تین صفحات پر مشتمل خط لکھ کر ایک سوال پوچھا کہ میری بہن نے پردہ کرنا شروع کر دیا تھا، مخلوط مجالس کو بھی چھوڑ دیا تھا، فلمیں ڈرامے وغیرہ دیکھنا چھوڑ دیے تھے اور حتی الامکان دین پر عمل کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی وغیرہ، اب میں کیا کروں تو مولانا نے ایک لائن کا جواب دیا (پھبتی چست کی) کہ بھئی میں اس کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بہن کو اسلام سے توبہ کرنے کی توفیق دے دے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام پر عمل پیرا ہونا استقامت کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ بہت سارے گھرانوں کا معاملہ ہے جہاں گھر والے ہی رکاوٹ بن رہے ہوتے ہیں۔ میں ان بہن سے یہ کہوں گا کہ پہلے تو آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ نے بی بی فاطمۃ الزہراؓ اور اماں عائشہ ؓ کا لباس اختیار کیا ہے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حیا پر مبنی تعلیمات پر عمل کرنا شروع کیا ہے، اس وجہ سے اگر آپ کو کچھ سننا پڑ رہا ہے تو اسے سعادت سمجھنا چاہیے کہ اس صورت میں نسبت اللہ کے پیغمبر ﷺ سے ہو رہی ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ 40 سال تک ان لوگوں کے درمیان موجود رہے جنھوں نے آپ ﷺ کو صادق اور امین کہا لیکن جب آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو لوگوں نے کیا کچھ اذیتیں نہیں دیں۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے صبر اور استقامت کی التجا کرنی چاہیے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے دعا سکھائی ہے: ﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا﴾ (البقرۃ:250) ''اے اللہ! ہم پر صبر کے دہانوں کو کھول دے اور اے اللہ! مجھے دین پر استقامت عطا فرما دے۔''

> **پورا معاشرہ اگر بچوں کو شیطانی کاموں کی طرف کھینچ رہا ہے اور ہم نکاح میں تاخیر کریں گے تو خود اپنے بچوں اور بچیوں کی زندگیوں کو مشکلات میں ڈالیں گے۔**

حدیث میں آتا ہے کہ بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جب چاہے کسی کا دل پھیر دے۔ اپنے گھر والوں کے لیے بھی اور ان لوگوں کے لیے بھی ہدایت کی دعا کریں جن سے آپ کو مخالفت کا سامنا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اپنے کردار، عمل، اخلاقی رویہ، حسن سلوک اور خدمت کے ذریعے ان کے دلوں کو جیتنے کی کوشش کریں۔ قرآن پاک میں ہے:
﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾﴾ (حٰم السجدۃ) ''اور (دیکھو!) اچھائی اور برائی برابر نہیں ہوتے۔ تم مدافعت کرو بہترین طریقے سے' تو (تم دیکھو گے کہ) وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے وہ گویا گرم جوش دوست بن جائے گا۔''

ممکن ہے ان کے اپنے گھر میں یا قریبی محرم رشتہ داروں میں کوئی ہو جو دین کی طرف مائل ہو تو ایسے لوگوں کی معاونت بھی فائدہ مند ہوسکتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾﴾ (التوبۃ) ''اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔'' اکیلے آدمی کے لیے مزاحمت کرنا مشکل ہوتا ہے، مگر جب وہ ایسی اجتماعیت سے جڑتا ہے جو دین پر عمل پیرا ہو تو اس کے لیے حالات کا سامنا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو بھی ذہن میں رہے کہ عبادت، علم اور نیکی پر تکبر سب سے پہلے شیطان نے کیا تھا کہ میں آدم سے بڑھ کر ہوں۔ جتنا کسی کے علم میں اللہ نے اضافہ کیا ہے تو وہ اللہ سے حلم کی توفیق بھی مانگے۔ اگلی بات جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی ہمیں سمجھائی اور دیگر علماء بھی سمجھاتے ہیں کہ اپنے لیے عزیمت کا معاملہ ہوگا اور دوسرے کے لیے رخصت کا معاملہ ہوگا۔ آج مجھے اللہ نے دین پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے تو ذرا اپنے ماضی میں جھانک کر دیکھ لوں۔ اگر دوسروں میں عمل کی کمی دیکھوں یا گناہ میں مبتلا دیکھوں تو اللہ کا شکر ادا کروں کہ اس نے مجھے بچایا، البتہ ان کے لیے دل میں ہمدردی کے جذبات ہونے چاہئیں، اور ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ انہیں بھی بدل دے۔ حدیث میں آتا ہے کہ دین تو نصیحت اور خیر خواہی کا نام ہے۔ خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی کوشش کریں۔ یعنی جتنا ہمارے علم، دین پر عمل میں اضافہ ہو اتنا حلم اور انکساری میں بھی اضافہ ہو اور ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾﴾

(الرحمٰن) ''کیا بھلائی کا بدلہ بھلائی کے سوا کچھ اور بھی ہوسکتا ہے؟''

یعنی اگر میں دوسروں کے ساتھ بھلائی کر رہا ہوں تو یہ اللہ کا مجھ پر احسان ہے۔ اسی بھلائی کے جذبے کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہیے نہ کہ ان پر فتوے جاری کرنا چاہیے۔

سوال: سود کا پیسہ اگر بینک میں ہو تو کیا اس کو بینک ہی میں چھوڑ دیا جائے، میں نے سنا ہے کہ یہ پیسہ کسی ایسے شخص کو دیا جائے جو حالت اضطرار پر پہنچ چکا ہو، ایسا کوئی شخص اپنے اردگرد نہ ملے تو پھر اس کا بہتر مصرف کیا ہے، کیا یہ پیسہ جنگ سے متاثرہ لوگوں کے لیے بغیر ثواب کی نیت سے بھیجا جاسکتا ہے جیسے فلسطین وغیرہ یا کسی دوسرے رفاعی کام (جیسے کسی پاگل خانے) کے لیے دیا جاسکتا ہے۔ یعنی سود کا پیسہ بینک میں چھوڑنے کی بجائے اس سے بہتر کام میں لگایا جاسکتا ہے؟ (عدیل خلیق)

امیر تنظیم اسلامی: بعض لوگوں کا تصور ہے کہ PLS اکاؤنٹ کھولیں گے، اس سے سود آئے گا اور وہ غریبوں میں تقسیم کر دیں گے تو ثواب ملے گا لیکن یہ خیال درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے، گواہ بننے والے پر۔ لہٰذا سب سے پہلے PLS اکاؤنٹ بند کریں اور اگر بہت مجبوری ہے تو کرنٹ اکاؤنٹ کھلوائیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ کرنٹ اکاؤنٹ کھول کر بھی ہم سودی نظام کا حصہ رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمیں اس نظام کو بدلنے کی جدوجہد کرنی چاہیے تاکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے معذرت پیش کرسکیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر کسی کا پرانا اکاؤنٹ ہے اور اس میں سود کی رقم رہ گئی ہے تو علماء نے کہا ہے کہ جان چھڑانے کے لیے، ثواب کی نیت کے بغیر کسی ایسے شخص کو دی جاسکتی ہے جو مجبور ہے، سودی قرض میں پھنسا ہوا ہے یا پاگل ہے کہ بے چارا کچھ کر ہی نہیں سکتا اور اسے علاج کی ضرورت ہے۔ جہاں تک اہل فلسطین کی مدد کے لیے بھیجنے کا سوال ہے تو صحیح بات یہ ہے کہ اگر اقصیٰ کے پاس رہنے والے لوگوں کے لیے بھیجنا ہے تو کوشش کریں کہ صاف ستھرا مال بھیجیں، حلال کی کمائی سے بھیجیں۔ زکوٰۃ میں سے بھی بھیج سکتے ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے آگے بڑھ کر بھی دینا چاہیے

سوال: دین کو غالب کرنا تو ہم سب مسلمانوں پر فرض ہے تو اس کے لیے ایک انسان کو کم سے کم کیا کرنا چاہیے؟ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم اسلامی ویڈیوز کے ذریعے اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی کوشش کریں، صحابہ کرام ؓ نے تو غلبہ دین کے لیے اپنی جانوں تک کے نذرانے پیش کیے ہیں، آج کے دور میں کیا تقاضے ہوسکتے ہیں؟ (محمد شاہین کاظم)

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات یہ ہے کہ دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اس کی اپنی زندگی میں قائم ہو نہ ہو، اگر اس نے خلوص نیت سے جدوجہد کی تو ان شاء اللہ وہ مقصد حیات میں کامیاب ہوجائے گا۔ اُحد کے میدان میں 70 صحابہ کرام ؓ شہید ہوگئے، دین ابھی غالب نہیں ہوا مگر شہداء کامیاب ہوگئے، 8 ہجری میں مکہ فتح ہوگیا، دین غالب ہوگیا لیکن عبداللہ بن ابی کلمہ پڑھنے والا مسلمان تھا لیکن منافق تھا اور منافق ہی مرا لہٰذا وہ ناکام ہوگیا۔ ہم سوال پوچھنے والے بھائی کی قدر کرتے ہیں کہ ہر ایک کو اس فریضہ کی فکر ہونی چاہیے۔ غلبہ دین کی جدوجہد کے دو گوشے ہیں۔ پہلے اپنی ذات پر دین کو غالب کریں اور پھر معاشرے میں دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جماعت تشکیل دے کر یہ پورا کام کیا ہے۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام دو پیغمبر ایک وقت میں تھے لیکن قوم نے ساتھ دینے اور قتال کرنے سے انکار کردیا اور کہا:

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝﴾ (المائدہ) ''بس تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور جا کر قتال کرو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔''

یعنی جماعت میسر نہیں آئی تو دین قائم نہیں ہوسکا۔ دین کو قائم کرنے کے لیے دینی جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ﴾ (آل عمران: 104) ''اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے۔''

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جماعتی سطح پر ادا ہوگا۔ قتال کا میدان کبھی سجے گا تو وہ بھی جماعت ہی کی سطح پر ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝﴾ ''اللہ کو تو محبوب ہیں وہ بندے جو اُس کی راہ میں صفیں باندھ کر قتال کرتے ہیں جیسے کہ وہ سیسہ پلائی دیوار ہوں۔''

قرآن کریم اللہ کی بندگی کے لیے، اللہ کی بندگی کی دعوت کے لیے اور اللہ کی بندگی کے نظام کے قیام کی جدوجہد کے لیے جماعتی زندگی کا تقاضا کرتا ہے۔ جماعتی زندگی اختیار کریں گے تو انفرادی ذمہ داری ادا کرنے میں بھی آسانی ہوگی اور اجتماعی ذمہ داری تو اکیلے اکیلے ادا ہو ہی نہیں سکتی یہی سورۃ العصر میں آتا ہے:

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ ''اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

> جب انقلابی جدوجہد برپا ہوتی ہے تو پھر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے الفاظ میں تخت یا تختہ دونوں میں سے کوئی بھی صورتحال پیدا ہوسکتی ہے۔ یا تو انقلابی نفاذ اسلام میں کامیاب ہو جائیں گے یا پھر انہیں شہید کر دیا جائے گا۔ دونوں صورتوں میں وہ کامیاب وکامران ہوں گے۔

اگلی بات ویڈیوز کے حوالے سے ہے۔ یہ بھی ایک ذریعہ ہیں، ہم خود اس کا استعمال کر رہے ہیں۔ البتہ دین کے کچھ اور تقاضے بھی ہیں جیسا کہ خطاب جمعہ ہے۔ ظاہر ہے میں گھر بیٹھ کر تو نہیں سنوں گا، مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ سنوں گا اور نماز ادا کروں گا۔ میں کسی اجتماعیت میں شامل ہوں گا تو اس کی تربیتی نشستوں میں بھی جانا پڑے گا۔ اجتماعیت اختیار کرکے ہم دعوت دین کے لیے مزید مدد اور وسائل حاصل کرسکتے ہیں۔ جہاں تک غلبہ دین کے لیے جان قربان کرنے کا معاملہ ہے تو صحابہ کرام ؓ کے سامنے کفار تھے اور وہاں قتال کا حکم تھا لیکن ہم جس معاشرے میں غلبہ دین کی جدوجہد کر رہے ہیں یہاں سامنے کلمہ گو مسلمان ہیں لہٰذا یہاں ہم دین کے لیے جان دینے کی بات کریں گے جان لینے کی بات نہیں کریں گے۔ البتہ جان کا نذرانہ پیش کرنا بالکل آخری معاملہ ہے اس سے پہلے اس جان کو دین کے قیام کی جدوجہد میں کھپانا مقصود ہے، اس کے مواقع 24 گھنٹے، ہفتے کے ساتوں دن اور سال کے 365 دن میسر ہیں۔ اس کے لیے لازم ہے کہ ہم جماعتی زندگی اختیار کریں۔ جب ہم ایسا کریں گے تو ہماری زندگی اس مقصد کے لیے صرف ہوگی اور ہماری زندگی میں اگر دین قائم نہ بھی ہوا تو بھی زندگی کا مقصد پورا ہوجائے گا۔

سوال: میں ایک نابینا شخص ہوں تاہم اپنے دل میں اقامت دین کے لیے کام کرنے کی شدید تڑپ رکھتا ہوں، 2019 تک اسلامی جمعیت طلبہ کے رفیق کی حیثیت سے میں نے اس سلسلے میں کچھ کوشش بھی کی تھی لیکن جب سے

مقبوضہ کشمیر میں جماعت اسلامی پر پابندی لگی ہے تب سے صرف ذاتی استطاعت کے مطابق لوگوں کا شعور بیدار کرنے کی مسلسل کوشش جاری رکھے ہوئے ہوں لیکن ایسے گھٹن زدہ ماحول میں جہاں آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے بھی اقامت دین کا کام کرنے کی اجازت نہیں ہے میں کیسے اقامت دین کے لیے منظم انداز میں کام کرسکتا ہوں جبکہ میرا بصارت کا مسئلہ بھی ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ میں تنظیم اسلامی کے اس موقف سے سوفیصد اتفاق کرتا ہوں کہ اسلامی نظام انتخابی راستے کے ذریعے نہیں آسکتا بلکہ انقلابی راستے سے آئے گا لیکن تنظیم اسلامی سے ایک اختلاف ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے نفاذ اسلام کا مطالبہ کرتی ہے جو خود چور اور ڈاکو ہیں اور جانتے ہیں کہ اگر اسلام نافذ ہوگیا تو سب سے پہلے ہاتھ انہی کے کٹیں گے، پھانسیاں انہی کو ہوں گی اور وہی لوگ سنگسار ہوں گے۔ لہٰذا وہ لوگ کبھی اسلام نافذ نہیں ہونے دیں گے۔ لہٰذا کیا بہتر نہیں ہے کہ تنظیم اسلامی خود اقتدار اپنے ہاتھ میں لے اور پھر نفاذ اسلام کی طرف پیش قدمی کرے، جس طرح ایران میں علماء نے حکومت اپنے ہاتھوں میں لی؟ (عارف نبی صاحب، مقبوضہ کشمیر)

امیر تنظیم اسلامی: شریعت میں ایک اصول بڑا پیارا ہے:

﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا ط﴾ (البقرۃ:286)

''اللہ تعالیٰ نہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا کسی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔''

ہم قرآن حکیم کے الفاظ غزوۂ تبوک کے ذیل میں سورہ توبہ میں بھی پڑھتے ہیں کہ جن کو کوئی عذر لاحق ہو ان کو اللہ تعالیٰ مارجن دیتا ہے، ہمارے بہت سارے بھائیوں کے سوالات ہندوستان سے آتے ہیں، مقبوضہ کشمیر سے آتے ہیں۔ ہم ان کو ایک اصولی جواب دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ''تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے، وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل (روک) دے۔ اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا، تو پھر اپنی زبان سے بدل دے۔ اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا، تو پھر اسے اپنے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کم ترین درجہ ہے۔'' انڈیا یا مقبوضہ کشمیر میں اہل ایمان کے پاس برائی کو ہاتھ سے بدلنے کا اختیار نہیں ہے البتہ جہاں تک زبان سے بدلنے کا اختیار ہے اسے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ خود بھی قرآن سے جڑیں اور دوسروں کو بھی قرآن سے جوڑنے کی کوشش کریں، مسلمانوں کو متحد اور منظم کرنے کی کوشش کریں اور انفرادی سطح پر جس حد تک اسلام پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں اس کی کوشش کریں۔ یعنی وہاں کے حالات کے مطابق جس قدر آپ مکلف ہیں اس کے مطابق کوشش کریں۔ بصارت کا نہ ہونا بھی ایک آزمائش ہے اور آزمائش جتنی سخت ہوتی ہے اتنا ہی اللہ کے ہاں نرمی کا معاملہ بھی ہوسکتا ہے۔ جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس حوالے سے دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو مدمقابل حکمران یا مقتدر طبقات ہیں وہ کرپٹ ضرور ہیں مگر ہیں تو مسلمان۔ لہٰذا ان کا بھی حق ہے کہ ان کو دعوت پہنچائی جائے ان سے مطالبہ بھی کریں۔ ہو سکتا ہے اللہ ان کے دل بدل دے اور ان کے ذریعے ہی اسلام کا نفاذ ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب انقلابی جدوجہد برپا ہوتی ہے تو پھر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے الفاظ میں اُس کے آخری مرحلہ میں تخت یا تختہ دونوں میں سے کوئی بھی صورتحال پیدا ہوسکتی ہے۔ عین ممکن ہے کبھی کوئی تحریک اُٹھے اور وہ فرسودہ باطل نظام کو گرا دے اور پورے نظام کو اپنے ہاتھ میں لے کر نفاذ اسلام کا عمل شروع کردے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انقلابی جماعت کے لوگوں کو شہید کر دیا جائے، دونوں صورتوں میں غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والے کامیاب وکامران ہوں گے۔

سوال: گزشتہ ایک پروگرام میں امیر تنظیم اسلامی نے میرے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ ہم یہاں ہی رہ کر اقامت دین کی دعوت اپنے قریبی لوگوں کو دیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم انڈیا میں رہ رہے ہیں، یہاں اگر ہم ایسی کوشش کریں گے تو حکومت ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ دوسری طرف کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کے دین کے غلبے کے لیے اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی تک دینے کو تیار ہیں۔ میں کافی تشویش میں ہوں کہ کیا کروں۔ آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ (محمد طائف، یوپی انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: دیکھیے بہرحال مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہندوستان میں رہتی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی ان کو صبر کے بڑے مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ جیسا کہ مکی دور سے مسلمان گزرے تھے جہاں ہاتھوں کو باندھ رکھنے کا حکم تھا لیکن اسی دوران جہاد بالقرآن کا عمل جاری رہا، تذکیر بالقرآن کا عمل جاری رہا یہاں تک کہ باعمل اور باکردار مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی۔ اس وقت تک ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انڈیا اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو بھی قرآن سے جڑنے اور جوڑنے کا عمل جاری رکھنا چاہیے اور جس قدر اسلام پر عمل انفرادی سطح پر ممکن ہے اس کی کوشش کرنا چاہیے، بالخصوص مسلمانوں کو متحد اور منظم کرنے کا عمل جاری رکھنا چاہیے۔

سوال: امیر تنظیم اسلامی کا موقف جلدی نکاح کے بارے میں جاننا چاہوں گا اور یہ کہ ہم اپنے نکاح کے لیے زوجہ کیسے ڈھونڈیں؟ نبی کریم ﷺ نے اس حوالے سے کیا تعلیم دی ہے؟ (فرحان صاحب، کلکتہ انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم اسلامی سو فیصد اس بات کی قائل ہے کہ نکاح میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ اس وقت دجالی تہذیب کا شدید ترین حملہ ہے اور جو طلبہ و طالبات سکول، کالجز، یونیورسٹیز میں پڑھ رہے ہیں ان کا دجالی حملوں کی زد میں آنے کا شدید خطرہ ہے۔ مثال کے طور پر آپ کو معلوم ہے کہ ایک آگ کا گڑھا ہے تو آپ کبھی نہیں چاہیں گے کہ اپنے بچوں کو اس میں ڈال دیں۔ بالکل اسی طرح ان دجالی حملوں کی زد میں ہوتے ہوئے جوان بچوں اور بچیوں کے نکاح میں تاخیر کرنا بڑی حماقت ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی یہی ہدایت ہے کہ جب بچے بالغ ہو جائیں تو ان کا نکاح کر دیا کرو ورنہ اگر بچے کسی برائی میں مبتلا ہوں گے تو اس کا وبال والدین پر بھی آئے گا۔ پورا معاشرہ اگر شیطانی کاموں کی طرف کھینچ رہا ہے اور ہم نکاح میں تاخیر کریں گے تو خود اپنے بچوں اور بچیوں کی زندگیوں کو مشکلات میں ڈالیں گے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ رشتہ کیسے ڈھونڈیں تو اس حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ کی بہت معروف حدیث بخاری شریف میں ہے کہ رشتہ کرتے وقت چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ 1: خوبصورتی، 2: خاندان، 3: مال، 4: تقویٰ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تقویٰ کو ترجیح دو۔ یعنی باقی باتوں کو بھی مدنظر رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اصل ترجیح تقویٰ ہونا چاہیے کیونکہ باقی ساری چیزیں دنیا میں ہی رہ جائیں گی صرف تقویٰ ہی کام آئے گا جس کی بنیاد پر جنت مل سکتی ہے۔ سورہ زخرف میں آتا ہے قیامت کے دن گہرے سے گہرے دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے سوائے متقین کے۔ لہٰذا تقویٰ کا رشتہ پائیدار ہوتا ہے۔ ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ نوجوان چاہتے بھی ہیں کہ ان کی شادیاں ہوجائیں لیکن والدین تیار نہیں ہوتے، کہیں جہیز رکاوٹ بن جاتا ہے، کہیں مال و دولت اور دکھاوے کی خواہش رکاوٹ بن جاتی ہے۔ حالانکہ نکاح سادگی کے ساتھ بھی کیا جاسکتا ہے اور گھر بسایا جاسکتا ہے۔ اس اعتبار سے عوام کی ذہن سازی کی اشد ضرورت ہے۔

۞۞۞

25 کروڑ عوام اپنے حکمرانوں اور مقتدر طبقات پر پریشر ڈالیں کہ ایمان میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جائے۔

کہاں امریکی یونیورسٹیوں کے طلبہ عالمی ضمیر کو جھنجھوڑ رہے ہیں اور کہاں ہماری یونیورسٹیز میں ناچ گانا اور بے حمیتی دیکھنے میں آ رہی ہے۔

34 مسلم ممالک کی مشترکہ فوج کہاں ہے جس کے سربراہ پاکستان کے ایک سابق آرمی چیف کو بنایا گیا تھا؟

اس دور میں باطل کو نقصان پہنچانے کا ایک بڑا ذریعہ اس کی مصنوعات کا بائیکاٹ ہے،

اتحاد تنظیمات مدارس کے علماء غزہ میں قتال کی فرضیت کے حوالے سے مشترکہ فتویٰ جاری کریں۔

ایوان اقبال لاہور میں ''سیو فلسطین یوتھ کانفرنس'' سے امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا خطاب

ایوانِ اقبال لاہور میں متحدہ طلبہ محاذ کے زیرِ اہتمام ''سیو فلسطین یوتھ کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا۔ امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا:

ہر مسلمان کی خواہش ہے کہ اُس کا ایمان اُسے ارضِ فلسطین میں لے جائے، جنت الفردوس میں لے جائے۔ لیکن ہمیں یہ بھی جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہمارا ایمان ہمیں عشاء کی نماز میں مصلے پر کھڑا کر رہا ہے، فجر کی نماز کے لیے کھڑا کر رہا ہے یا نہیں۔ جبکہ اہل فلسطین کے ایمان کی کیفیت یہ ہے کہ زخمی فلسطینی بچوں کے آپریشنز ہونے تھے لیکن سہولیات دستیاب نہیں تھیں، بچوں نے کہا ہم قرآن کی تلاوت کریں گے اس دوران ہمارے ناکارہ اعضاء کاٹ دو۔ دوسری طرف ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا یہی قرآن ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بن رہا ہے؟ قرآن کی تلاوت ہم پر اثر انداز ہوتی ہے؟ اہل فلسطین کی مدد کے حوالے سے فاضل مقررین نے توجہ دلائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں باطل کو نقصان پہنچانے کا ایک بڑا ذریعہ ایسی مصنوعات کا بائیکاٹ ہے جن کا نفع براہ راست اسرائیل کو جاتا ہے۔ ہمارے نوجوان اس دور کا سرمایہ ہیں لیکن یہ بل گیٹس، آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کو Serve کر رہے ہیں، یہ دین کی خدمت کر سکتے ہیں، باطل کے خلاف کاز کو Serve کر سکتے ہیں۔ یہ مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم چلا کر باطل دنیا کو ہلا سکتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ہماری بزنس کمیونٹی تک یہ بات پہنچے اور حکومتی سطح پر اس کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ایک فاضل مقرر نے سورۃ النساء کی آیت 75 کا حوالہ دیا جس میں قتال کا ذکر آیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مفتی تقی عثمانی صاحب نے کنونشن سنٹر میں اور پھر عالم عرب کے کچھ علماء نے بھی قتال کی فرضیت کا ذکر فرمایا۔ کچھ عرصہ پہلے اسی ایوانِ اقبال میں، میں نے تجویز دی تھی کہ اتحاد تنظیمات مدارس کے علماء بھی قتال کی فرضیت کے حوالے سے مشترکہ فتویٰ جاری کریں تاکہ اس ادارے کی طرف سے بھی اہل فلسطین

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے حق میں بھرپور آواز اُبھر کر سامنے آئے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ یہ دنیا کی زندگی ایک امتحان ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ﴾ (الملک:2) ''اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔''

یہ امتحان اہل فلسطین کا بھی ہے اور ہمارا بھی ہے۔ اہل فلسطین تو ایمان اور استقامت کے ساتھ اس امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ وہاں ایک ماں اپنے پانچ بیٹے اللہ کی راہ میں قربان کر کے کامیاب دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح وہاں اسماعیل ہنیہ کی بہو امتحان میں کامیاب دکھائی دیتی ہیں جب وہ اپنے شوہر کی شہادت پر اللہ کے فیصلے پر راضی ہونے کا اعلان کرتی ہیں۔ ایک خاتون کا شوہر شہید ہوا تو بیوی نے بھی شہید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ کہیں بیوی شہید ہوگئی تو شوہر نے کہا اللہ مجھے بھی شہید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہاں کی خواتین کے اس جذبے کو دیکھ کر آسٹریلیا کی پچاس خواتین نے اسلام قبول کر لیا۔ یعنی وہ تو امتحان میں کامیاب ہیں۔ البتہ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم اس امتحان میں کہاں کھڑے ہیں؟ کیا ہماری غیرت ایمانی اور حمیت ایمانی ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم فلسطینی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی مدد کے لیے وہ سب کریں جو ہمیں کرنا چاہیے؟ چاہے انفرادی سطح پر دعاؤں کا اہتمام ہو، ان کی مالی مدد ہو، اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کا معاملہ ہو۔ کنونشن سنٹر اور ایوان اقبال سے باہر نکل کر اب ہمیں اپنے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کو غیرت دلانے کی ضرورت ہے۔ امریکہ کی یونیورسٹیوں کے طلبہ اور پروفیسرز فلسطینیوں کی خاطر ماریں کھا رہے ہیں، مگر وہ عالمی ضمیر کو جھنجوڑ رہے ہیں اور ہمارے حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ حکومت پنجاب کہتی ہے کہ ہم موسیقی کے مقابلے کرائیں گے، ہم جنس پرستوں کا بینڈ امریکہ کے تعاون سے یہاں کی یونیورسٹیز میں آ کر پروگرام کرنا چاہتا ہے اور اب تو جرأت کا یہ عالم ہے کہ ایبٹ آباد میں ہم جنس پرستوں کا کلب کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہاں امریکہ کی یونیورسٹیز کے طلبہ عالمی ضمیر کو جھنجھوڑ رہے ہیں اور کہاں ہماری یونیورسٹیز میں بے حمیتی کی انتہا دیکھنے میں آ رہی ہے۔ او آئی سی جو خاص طور پر فلسطینی کاز کے لیے بنائی گئی تھی اور اس کے چارٹر میں یہ باتیں بھی موجود ہیں کہ فلسطینیوں کی نہ صرف اخلاقی اور مالی مدد کی جائے گی بلکہ فلسطین کے مسلمانوں اور اقصیٰ کی حفاظت کے لیے اگر عسکری مدد کی ضرورت پڑی تو وہ بھی مسلم ممالک کریں گے۔ لیکن آج بدقسمتی سے عرب ممالک خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اور 34 ممالک کی مشترکہ فوج نجانے کہاں چلی گئی جس کے سربراہ ہمارے سابق آرمی چیف کو بنایا گیا تھا۔ اقبال نے کہا تھا: فلسطین کے مسئلہ پر عربوں سے کوئی امید نہ رکھنا۔

ہم اس پاکستان کے بارے میں فکر مند ہیں جہاں کے رہنے والوں کے جینز میں اقصیٰ اور فلسطین کی محبت موجود ہے۔ 23 مارچ 1940ء کو جب قرارداد لاہور پاس ہوئی جو بعد میں قرارداد پاکستان بنی تو اس کے ساتھ ہی ایک قرارداد فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں بھی پاس ہوئی تھی۔ پھر قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اگر فلسطینی مسلمانوں پر ظلم ہوا تو ہم پاکستان سے اس کا جواب دیں گے۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اس وقت کے اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ ہمیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہمارا اصل اور نظریاتی دشمن پاکستان ہے۔ اسی طرح کچھ عرصہ قبل نیتن یاہو نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام ختم کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے چھپر پھاڑ کر پاکستان کو ایٹمی صلاحیت دی۔ میرا مقتدر طبقات سے سوال ہے کہ کیا یہ شوکیس میں سجانے کے لیے ہے؟ یہ ہمارے پاس امت کی امانت ہے۔ فلسطینی آج بھی پاکستان سے توقع رکھتے ہیں۔ اسماعیل ہنیہ نے کہا ہے کہ اگر پاکستان اسرائیل کو جواب (دھمکی) دے تو اسرائیل سوچنے پر مجبور ہوگا۔ میں دل کی بات آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ساری دنیا میں امریکہ، برطانیہ کا مکروہ چہرہ کھل کر سامنے آگیا ہے اور فلسطین کے مسلمانوں کی استقامت بھی سامنے آگئی ہے۔ ایسی کانفرنسز اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ کبھی کبھی ہم ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں، اللہ ہمارے لہو کو گرم رکھے۔ یہ 25 کروڑ عوام اپنے حکمرانوں اور مقتدر طبقات پر پریشر ڈالیں کہ تم ایمان کی ثابت قدمی کا ثبوت پیش کرو۔ اس خطے کی خاص اہمیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ جناب مہدی کی نصرت کے لیے خراسان سے فوجیں چلیں گی۔ ظاہر ہے یہاں دین قائم ہوگا تو فوجیں چلیں گی۔ ضرورت اس امر کی ہے ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر دین کے نفاذ کی جدوجہد میں شامل ہوں۔ آخری بات یہ ہے کہ فلسطینی تو اللہ کی راہ میں شہید ہوکر کامیاب ہورہے ہیں، مرنا ہم نے بھی ہے، ہمارے حکمرانوں اور مقتدر طبقات نے بھی مرنا ہے، اس پر غور کرنا چاہیے کہ اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فلسطینی مسلمانوں کی مدد اور نصرت فرمائے اور امتِ مسلمہ کو غیرتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(16 تا 22 مئی 2024ء)

☆ جمعرات 16 مئی: صبح لاہور آمد ہوئی اور مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ دوپہر میں شعبہ نظامت کی میٹنگ میں شرکت کی۔ شام کو ایوان اقبال، لاہور میں مسلم طلبہ محاذ کے تحت منعقد ہونے والی ''سیو فلسطین یوتھ کانفرنس'' میں خطاب کیا۔

☆ جمعہ 17 مئی: مرکز میں جاری رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ سے گفتگو کی اور ان کے ساتھ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جماعت اسلامی کے امیر حافظ نعیم الرحمان سے تنظیمی وفد کے ساتھ ملاقات کی۔ ملاقات میں اہم معاملات پر مشترکہ موقف اپنانے اور تحریک کے راستہ کے حوالہ سے گفتگو ہوئی۔ تقریر اور خطبہ جمعہ قرآن اکیڈمی لاہور کی مسجد میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔

سہ پہر 03:30 بجے حلقہ لاہور غربی کے تنظیمی دورہ کے سلسلہ میں حلقہ کے ذمہ داران سے قرآن آڈیٹوریم گارڈن ٹاؤن لاہور میں ملاقات اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز عصر حلقہ کے تمام رفقاء سے ملاقات، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔

☆ ہفتہ 18 مئی: بعد نماز فجر حلقہ سرگودھا کے تنظیمی دورہ کے لئے روانگی ہوئی۔ حلقہ کے رفقاء سے ملاقات، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ اس کے بعد ذمہ داران سے ملاقات اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ سہ پہر حلقہ گوجرانوالہ کے دعوتی دورہ کے سلسلے میں لالہ موسیٰ کے لیے روانگی ہوئی۔ شام کو چند اہلِ علم اور معززین شہر سے مختصر ملاقات اور گفتگو رہی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد ابراہیم، جامعہ عثمانیہ میں ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب ہوا۔ اس سے قبل ایک عالم دین سمیت تین احباب نے بیعت مسنونہ کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ رات کو گجرات میں تنظیم اسلامی کے مرکز آمد ہوئی اور قیام رہا۔

☆ اتوار 19 مئی: گجرات میں صبح چند احباب اور ڈاکٹرز سے ملاقات اور سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ ایک جامعہ میں چند اصحاب علم سے ملاقات اور باہمی دلچسپی کے مشترکہ نکات پر گفتگو رہی۔ اس کے بعد گوجرانوالہ روانگی ہوئی جہاں بعد نماز ظہر کمیونٹی سینٹر، ڈی سی کالونی میں ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد از خطاب لاہور روانگی ہوئی۔

☆ پیر 20 مئی: چند تنظیمی امور پر مشاورت کے لیے مرکزی عاملہ کے خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو کراچی روانگی ہوئی۔

☆ بدھ 22 مئی: خبیب فاؤنڈیشن کے ایک وفد سے انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے دفتر میں ملاقات رہی۔

دوران عرصہ معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور سرانجام دیئے۔ قرآنی نصاب اور چند ریکارڈنگز کے حوالہ سے معمول کی سرگرمیاں سرانجام دیں۔

❀❀❀

آج کا پاکستانی معاشرہ بدترین معاشرہ بن چکا ہے جہاں شیطان کا ایجنڈا ہر لحاظ سے کامیاب ہو رہا ہے۔ اس صورتحال سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ کے کلام اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے رجوع کریں: آصف حمید

سیکولرازم اور لبرل ازم جیسے نعرے انسان کو شیطنت کی طرف لے جاتے ہیں اور دجالیت کا شکار بناتے ہیں: رضاء الحق

سوشل انجینئرنگ کے ذریعے نوجوان نسل کے ذہنوں پر قبضہ کر کے قوم کا مستقبل تباہ کیا جا رہا ہے: ڈاکٹر انوار علی

پاکستان میں اشرافیہ کی لوٹ مار اور سوشل انجینئرنگ کا انٹرنیشنل ایجنڈا کے موضوعات پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: آزاد کشمیر میں جو مظاہرے ہوئے کیا ان کی وجہ اشرافیہ کی لوٹ مار تھی یا کوئی اور وجہ تھی، یہ بھی بتایئے کہ اشرافیہ اصل میں ہے کیا اور معاشرتی بگاڑ میں اس کا رول کس قدر ہوتا ہے؟

رضاء الحق: اشرافیہ کی اصطلاح بنیادی طور پر یونان سے آئی ہے۔ جیسے ڈیموکریسی ایک یونانی اصطلاح ہے جس کے اصل معنی ہیں مجمع کی حکومت۔ اسی طرح یونانیوں نے بغیر لگی لپٹی رکھے اشرافیہ کے لیے کلپٹو کریسی (Kleptocracy) کی اصطلاح استعمال کی جس کے معنی ہیں چوروں کی حکمرانی۔ اسی چوروں کی حکمرانی کو ہمارے ہاں اشرافیہ کہہ کر معزز بنا لیا گیا۔ پاکستان کی بات کریں تو یہاں شروع سے ہی جاگیرداروں کا ایک رول تھا۔ وہی جاگیردار سیاست میں بھی آگئے، پھر ان کے ساتھ سرمایہ دار بھی شامل ہو گئے اور رفتہ رفتہ ملٹری اسٹیبلشمنٹ اور بیوروکریسی کا بھی ایک رول آ گیا۔ اب یہ سب مل کر نظام کے اوپر حاوی ہو چکے ہیں اور اپنے ذاتی مفادات کی خاطر قومی مفاد کا سودا کرتے ہیں، عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، قومی اور ملکی خزانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اب کشمیر کی جو سرزمین ہے اس کو تو آپ نے شہ رگ قرار دے دیا کیونکہ دریا سارے وہاں سے آتے ہیں، کشمیر پاکستان کے لیے ایک بڑا ٹورسٹ ایریا بھی ہے، پھر چائنہ تک رسائی کشمیر کے راستے سے ہی ہوتی ہے، اس لیے کشمیر کی اہمیت ہے اور اس کو شہ رگ قرار دے دیا گیا لیکن کشمیر کے جو ہمارے مسلمان بھائی ہیں، جنہوں نے اتنی قربانیاں دے کر آزاد کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ کیا تھا، ان کی بہتری کے لیے جو ہمیں کرنا چاہیے تھا، ان کو جو سپورٹ ملنی چاہیے تھی وہ نہیں مل سکی بلکہ ایک اشرافیہ راستے میں حائل ہو گئی جیسا کہ بلوچستان، کے پی کے اور جنوبی پنجاب میں ایک اشرافیہ ہے جو عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتی ہے اور عوام کو فائدہ نہیں پہنچنے دیتی۔ پاکستانی اشرافیہ کی کچھ کارستانیاں تازہ دوبئی لیکس میں سامنے آئی ہیں۔ 11 ارب ڈالرز کی جائیدادیں وہاں نکلی ہیں، سب کو پتا ہے اس میں کون کون شامل ہے۔ جبکہ دوسری طرف آئی ایم ایف سے قرضے لینے کے لیے یہی اشرافیہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

سخت ترین شرائط مانتی ہے اور ملک میں بحران آتے ہیں۔ آزاد کشمیر میں بھی اسی وجہ سے ایک بحران آیا، جس میں آٹے کا بحران تھا، سستی بجلی دینے کا جو کشمیریوں سے وعدہ کیا ہوا تھا وہ پورا نہیں ہو رہا تھا، بجائے اس کے اشرافیہ کو ساری مراعات دی جا رہی تھیں اور اشرافیہ تو کشمیریوں کے مسائل حل کرنے کی بجائے صرف اپنے مفادات پورے کر رہی تھی اس وجہ سے وہاں مظاہرے شروع ہوئے اور آزاد کشمیر کے عوام نے اپنے مطالبات سامنے رکھے۔

سوال: قرآن پاک میں جا بجا جہاں بھی مجرم قوموں کا ذکر آتا ہے تو وہاں ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے: مترفین۔ کیا مترفین دور حاضر کی اشرافیہ ہی ہے؟

آصف حمید: اس سے پہلے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں جو آزاد کشمیر میں معاملہ ہوا اس میں پورے ملک کے عوام کے لیے ایک سبق ہے کہ اگر آپ نے اپنے مطالبات منوانے ہیں تو پھر سڑکوں پر نکلنا ہوگا تاکہ اوپر جو انتظامیہ بیٹھی ہوئی ہے وہ گھٹنے ٹیک دے۔ ابھی جو آزاد کشمیر کے عوام کو سبسڈیز دی جا رہی ہیں اس کا سارا بوجھ ملک کے باقی عوام پر آئے گا۔ ساری کمی ان سے پوری کی جائے گی اور ہر چیز کے نرخ بڑھائے جائیں گے، اس کے نتیجہ میں یہاں بھی عوام سڑکوں پر نکلیں گے اور مار دھاڑ کریں گے۔ حیرانی اس بات پر ہو رہی ہے کہ انتظامیہ میں کیا ایک بھی صاحب شعور نہیں ہے جو دیکھ سکے کہ حالات کس طرف جا رہے ہیں۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ جب قوموں پر عذاب آتے ہیں تو کسی کو بھی عقل کیوں نہیں آتی کہ ہم پکڑ میں آنے والے ہیں لہٰذا پہلے ہی سدھر جائیں؟ یہی حال ہماری اشرافیہ کا بھی ہے کہ جو بڑے عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی دھونس دھمکی سے کام لے رہا ہے، کوئی دھاندلی کر رہا ہے، ہر ایک اپنا اپنا ایجنڈا لے کر چل رہا ہے۔ ہر کوئی ذاتی مفاد کی دوڑ میں ہے، پیسہ ملک سے باہر جا رہا ہے، باہر جائیدادیں اور جزیرے خریدے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں میں اتنی عقل نہیں ہے کہ وہ حالات کا رُخ دیکھ سکیں لہٰذا عوام کو خود سڑکوں پر نکلنا پڑے گا اور اپنے مطالبات منوانے پڑیں گے۔ جہاں تک مترفین کا تعلق ہے تو یہ اصطلاح معاشرے کے دولت مند اور استحصالی طبقے کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶﴾ (بنی اسرائیل:16) "اور جب ہم ارادہ کرتے کہ تباہ کر دیں کسی بستی کو تو ہم اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے اور وہ اس میں خوب نافرمانیاں کرتے' پس ثابت ہو جاتی اُس پر (عذاب کی) بات' پھر ہم اُس کو بالکل نیست و نابود کر دیتے۔"

آج پاکستان کے جو حالات ہیں وہ بالکل اسی صورتحال کی عکاسی کر رہے ہیں۔ جو بھی کرپشن، لوٹ مار اور ملک کا بیڑا غرق ہو رہا ہے اس کی اصل وجہ وہ ایک ٹولہ ہے جس کو ہم

مترفین کہہ سکتے ہیں ۔ سارے فساد کی جڑ وہی ہے ۔ اس کے حوالے سے قرآن مجید میں ایک اور آیت ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ؀﴾ (سبا:34) ''اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بھی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا مگر (ہمیشہ ایسا ہوا کہ) اُس کے آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ جو چیز آپ دے کر بھیجے گئے ہیں ہم اُس کے منکر ہیں۔''

یعنی مترفین کی نشانی یہ ہے کہ وہ حق اور انصاف کی بات نہ سنتے ہیں اور نہ ہی کرنے دیتے ہیں بلکہ وہ ناحق ظلم اور ناانصافی کے ساتھ دوسروں کو زبردستی اپنا غلام رکھنا چاہتے ہیں ۔ جب بھی کوئی معاشرہ بگاڑ کا شکار ہوتا ہے یا کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو اس کا سبب یہی لوگ ہوتے ہیں ۔ کیونکہ ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی بگاڑ میں پڑتے ہیں اور پھر پورا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے ۔ اس وقت پاکستان پر جو اشرافیہ مسلط ہے اس کے پاس بھی کوئی عدل وانصاف، خداخوفی ، رحم والی بات نہیں ہے بلکہ سب کچھ اپنی نمود ونمائش اور ذاتی مفادات کے لیے ہو رہا ہے ۔ رشوت، کرپشن، ظلم وناانصافی اسی طبقے کی وجہ سے عام ہو رہی ہے ۔ یہ بالکل وہی صورتحال ہے جو عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے ۔

سوال: پاکستان میں معاشی بدحالی اور معاشرے میں ظالمانہ طبقاتی تقسیم کو پیدا کرنے میں اشرافیہ کا کتنا ہاتھ ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: قدیم زمانے میں اشرافیہ کسی نسلی امتیاز یا کسی قبائلی تفاخر کی وجہ سے اپنے آپ کو کرتا دھرتی سمجھتی تھی اور اپنے معاشرے کو کنٹرول بھی کرتی تھی ۔ لیکن جدید دور کا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں جو لوگ مسلط ہو جاتے ہیں ان کو ریاستی اشرافیہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ ریاست سے اپنے اختیارات حاصل کرتے ہیں، ریاست ان کو سپورٹ کرتی ہے، ریاست ان کی پشت پناہ ہوتی ہے، لہٰذا ان کا قبضہ ریاست پر ہے، ریاست کے وسائل پر ہے، ریاستی اداروں پر ہے، تمام اختیارات پر ان کا کنٹرول ہے اور اپنے مقاصد، اپنے مفادات کے لیے یہ ان تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہیں، آئین وقانون کو دسترس میں رکھتے ہیں، اپنی مرضی کے قوانین بناتے ہیں اور ان قوانین کو جب چاہیں وہ تبدیل بھی کرتے ہیں ۔ ان قوانین کی تنفیذ ان کے مفادات کے مطابق کی جاتی ہے ۔ جہاں تک طبقاتی تقسیم کا تعلق ہے تو یہ باطل نظام کی اصل قوت اور طاقت ہے ۔ کیونکہ VIP بلکہ VVIP کلچر عوام کو کنٹرول کرنے کے لیے، عوام کو بدترین اضطراب میں مبتلا کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اس سٹیٹس کو پانے کے لیے ایک دوڑ میں لگ جائیں اور اشرافیہ کے غلام بنے رہیں ۔ یہ طبقاتی تقسیم صرف مال ودولت کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ ہر شعبہ میں موجود ہے ۔ آپ دیکھئے کہ صحافت کے شعبے میں بھی اشرافیہ موجود ہے، تعلیم کے شعبے میں بھی، عدلیہ، حکومتی اداروں، غرض ہر فیلڈ میں موجود ہے ۔ کچھ 'خصوصیات' کی بنیاد پر ان کو اپنے مقاصد کے لیے چنا جاتا ہے، پھر ان کو بے تحاشا وسائل دیے جاتے ہیں اور کھربوں ڈالرز کا مالک ان کو بنایا جاتا ہے، ان کو تحفظ دیا جاتا ہے، قرضے معاف کیے جاتے ہیں، ان کو زمینیں الاٹ کی جاتی ہیں، اس کے بعد پھر سودی نظام کے ذریعے یہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جاتے ہیں، پھر ان کو پروٹوکول دیا جاتا ہے اور عوام کو ان کے سامنے لائنوں

> **اشرافیہ وہ سلیکٹڈ لوگ ہیں کہ جن کو عوام پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے پالا پوسا گیا۔ یہ سازش ہے جس کے ذریعے استعماری طاقتیں ہمارے معاشروں کو کنٹرول کر کے باطل نظام کو مسلط کیے ہوئے ہیں۔**

میں کھڑا کر دیا جاتا ہے ۔ اس طرح یہ طبقاتی تقسیم جان بوجھ کر پیدا کی جاتی ہے ۔ یعنی اشرافیہ وہ سلیکٹڈ لوگ ہیں کہ جن کو عوام پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے پالا پوسا گیا ۔ حقیقت میں یہی وہ سازش ہے جس کے ذریعے استعماری طاقتیں ہمارے معاشروں کو کنٹرول کر کے باطل نظام کو مسلط کیے ہوئے ہیں ۔ اس نظام میں مال ودولت کی ہوس پیدا کی جاتی ہے اور عوام کو اپنے پیچھے لگایا جاتا ہے ۔ یہ مال ودولت اور آسائشوں کی ہوس عوام کو اضطراب میں مبتلا کرتی ہے ۔ آپ دیکھئے کوئی شخص اس لیے خودکشی نہیں کرتا کہ اس نے ایک وقت کا کھانا نہیں کھایا بلکہ اس لیے کرتا ہے کہ اس کے گھر میں لگژری گاڑی نہیں ہے، اے سی نہیں ہے ۔ بنیادی وجہ اپنے دین سے دوری ہے جس کی وجہ سے اللہ کا عذاب ہم پر مسلط ہے اور قوم کے بدترین لوگ ہم پر حکمران بن کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ عزت کا معیار سٹیٹس کو اور پروٹوکول کو بنایا ہوا ہے اور نتیجہ آج ہم بھگت رہے ہیں ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس طبقاتی نظام کی مصیبتوں سے جان چھوٹے تو عوام کو جاگنا پڑے گا، خواب وخیال سے نکلنا پڑے گا، حقیقت کی دنیا میں آنا پڑے گا ۔ دین کے تقاضوں کو اپنانا پڑے گا ۔

سوال: مغرب کا سوشل انجینئرنگ پروگرام جس کو وہ سوشلزم، لبرل ازم کے خوشنما نعروں کے ذریعے سے مسلمان ممالک میں رائج کرنا چاہتے ہیں ۔ اس پروگرام اور ان نعروں کی حقیقت کیا ہے؟

رضاء الحق: بنیادی طور پر یہ سارے کے سارے ازم ملحدانہ سوچ کے نمائندہ ہیں اور لبرل ازم سب کے آغاز میں آپ کو دکھائی دیتا ہے جو کہ ایک سیاسی اور اخلاقی سوچ کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آیا لیکن خدا، وحی، آخرت اور روح کے تصور سے جان چھڑا لی ۔ اس سے اگلے سٹیج پر آپ کو سیکولرازم دکھائی دیتا ہے کہ ریاست کی سطح پر مذہب کا عمل دخل بالکل ختم کر دیا گیا ۔ انفرادی طور پر کوئی کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اس کا ذاتی مسئلہ ہے، اس پر کوئی قدغن نہیں لیکن اجتماعی سطح پر مذہب کا پرچار نہیں ہوگا ۔ پھر اس کی اگلی شاخ فیمنزم ہے کیونکہ جو دجالیت کا حملہ ہے اس میں عورت کی ابجیکٹیفیکیشن (Objectification) کو خاص طور پر بطور سیکس سمبل استعمال کیا گیا ۔ اس سے اگلے سٹیج پر مزید بگاڑ کی شکلیں ٹرانسجینڈر قوانین کی صورت میں سامنے آتی ہیں ۔ فیمنزم میں عورتوں کے حقوق کا نام لیا جاتا ہے لیکن عورتوں کی مادر پدر آزادی مطلوب ومقصود ہوتی ہے ۔ ان سب نعروں میں یہ چیز واضح طور پر دکھائی دیتی ہے ۔ جیسا کہ میرا جسم میری مرضی کا نعرہ ہے جو اس بات کا اعلان ہے کہ ہم خدا کی شریعت کو نہیں مانتے ۔ یہی چیز آپ کو ان کے دوسرے نعروں میں دکھائی دیتی ہے ۔ پدرشاہی نامنظور کا نعرہ ہے ۔ جیسا کہ عورت کو مرد کی برابری پر کھڑا کرنا ۔ جبکہ اللہ کا قانون کہتا ہے : ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ (النساء:34) ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔''

یعنی گھر کا سربراہ مرد ہوگا، وہ کفیل ہوگا، عورت کو معاش کے لیے مارے مارے نہیں پھرنا پڑے گا ۔ جبکہ دجالی تہذیب عورت کو گھر سے باہر نکال کر ان خوشنما نعروں کی آڑ میں اس کا استحصال کرنا چاہتی ہے ۔ مقصود دنیا کی لذتیں اور آسائشیں ہیں اور آخرت کا تصور بالکل ذہنوں سے نکال دیا گیا ہے ۔ بنیادی طور پر یہ سارے ازم اور یہ سارے نعرے انسان کو شیطنت کی طرف لے جاتے ہیں اور دجالیت کا شکار بناتے ہیں ۔

آصف حمید: میرے ذہن میں پھر وہی لفظ مترفین آ رہا ہے ۔ جو لوگ اس طرح کے ازم اور نعرے پھیلا رہے ہیں وہ سارے مترفین ہیں ۔ یعنی یہ وہی استحصالی اور فسادی طبقہ ہے ۔ قرآن میں ان کی ایک خصلت یہ بھی

بیان ہوئی ہے: ﴿اِنَّا بِمَآ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ۝۳۴﴾ (حٰم السجدہ) یعنی یہ حق کے مخالف اور باطل کے طرف دار ہوتے ہیں۔اسی طرح قرآن مجید میں اصحاب الشمال کا ذکر مترفین کے طور پر آیا ہے جو کہ جہنم والے لوگ ہیں۔فرمایا: ﴿وَكَانُوۡا يُصِرُّوۡنَ عَلَى الۡحِنۡثِ الۡعَظِيۡمِ ۝۴۶﴾ (الواقعہ) ''اور یہ اصرار کرتے تھے بہت بڑے گناہ پر۔'' یہ بڑے بڑے گناہوں کی ترغیب دیا کرتے تھے، اسی کے لیے اصرار کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے: ﴿وَكَانُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا﴾ (الواقعہ:47) ''اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی؟''

یہ وہ تصور ہے جو سیکولرازم اور لبرل ازم بنیادی طور پر دے رہا ہے۔این جی اوز ایسے لوگوں کو سپورٹ کرتی ہیں، میڈیا سپورٹ کرتا ہے۔یہ چاہتے ہیں کہ لوگ خدا سے دور ہو جائیں تا کہ ان کے قابو میں رہیں۔ظاہر ہے اگر لوگ اللہ کے قریب ہوں گے تو ان کے قابو میں نہیں آئیں گے۔سوشل انجینئرنگ کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ انسان کے ذہن سے اشرف المخلوقات والا تصور نکل جائے اور وہ جانوروں کی طرح صرف کھانے پینے اور جسمانی خواہشات کو پورا کرنے میں لگے رہیں، انہی چیزوں کی ترغیب سب سے بڑھ کر دی جاتی ہے اور یہ سارے کام مترفین کے ہیں۔

سوال: گزشتہ دنوں پاکستان میں ایک میوزیکل بینڈ امریکہ کی طرف سے بھیجا گیا جس میں ہم جنس پرست خواتین شامل تھیں اور پاکستان میں کئی جگہوں پر کنسرٹ ہوئے، خاص طور پر یونیورسٹیز میں ان کی کوشش رہی کہ خواتین اور بچیاں لازمی ان کنسرٹس میں شامل ہوں۔کئی جگہوں پر احتجاج کی وجہ سے پروگرام کینسل بھی ہوئے۔امریکی سفارتخانہ اس سارے پروگرام کی نگرانی کرتا رہا۔آپ کے خیال میں ان کا ایجنڈا کیا تھا، کیا یہ واقعی سوشل انجینئرنگ کی ایکسٹینشن ہے اور اس میں وہ کس حد تک کامیاب ہوئے؟

آصف حمید: گلوبل ایجنڈا تو یہی ہے کہ ابلیس نے جو کہا تھا کہ میں ان سب کو جہنم میں لے جاؤں گا۔اللہ سے دوری، دین سے دوری، حق سے دوری، یہی اس ایجنڈے کی اصل ہے، اسی کے لیے مختلف لیولز پر کام ہو رہا ہے۔عالمی مترف امریکہ اسی لیے ہمیں پیسے دیتا ہے، ثواب کے لیے تو نہیں دیتا لہٰذا اس نے میوزیکل بینڈ بھیجے ہیں اور ہم بھکاری قوم ہیں، قرضے بھی ان سے مانگتے ہیں وہ اور اپنی شرائط پر ہمیں قرضے دیتے ہیں۔ان شرائط کے ذریعے وہ اپنا ایجنڈا نافذ کرواتے ہیں اور ہم پر مسلط اشرافیہ اگلی قسطوں کی لالچ میں دجالی ایجنڈے کو نافذ کرتی ہے۔اسی اشرافیہ کی یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اُن کی نظر کرم ہم پر پڑ جائے، کسی طرح ہم ان کے منظور نظر بن جائیں اور ہمیں اپنے ملک کی شہریت عنایت کردیں، اس لیے زیادہ سے زیادہ وفاداری دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اسی وجہ سے جب مغرب کے سفیر یہاں آتے ہیں ان کے سامنے یہ لوگ بچھے ہوئے ہوتے ہیں جیسے وہ ان کے معبود ہوں۔اسی وجہ سے ایبٹ آباد میں Gay کلب کھولنے کی درخواست دی گئی اور انتظامیہ کے افسران اس کو منظوری کے لیے آگے فارورڈ کر رہے تھے، عوام نے احتجاج کیا تو شاید معاملہ رُک گیا لیکن آپ اندازہ کریں کہ یہ لوگ معاشرے کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ کیا ان کو اللہ کا خوف نہیں ہے؟ کیا ان کو نظر نہیں آرہا ہے کہ مغربی معاشرہ اسی سوشل انجینئرنگ کی وجہ سے کس قدر تباہی کی طرف جا رہا ہے۔وہ عورت، جس کی حیا، عزت اور عصمت تھی، گھر سے نکال کر غیر محرم مردوں کے حوالے کردیا گیا، ان کو بے سہارا و بے سروپا چھوڑ دیا گیا، مغرب میں عورت جس بچے کو پال رہی ہے اس کو پتا ہی نہیں اس کا باپ کون ہے، وہ اکیلی اس کو سنبھالتی ہے، جاب بھی کرتی ہے، گھر کا خرچ بھی اٹھاتی ہے اور جاب میں غیر محرموں کے ہاتھوں استحصال بھی ہوتا ہے۔کیا ہمارے دانشوروں کو، انتظامیہ کو، حکومت کو یہ سب نظر نہیں آرہا ہے کہ اس سوشل انجینئرنگ کا نتیجہ کیا ہوگا۔اس شیطانی ایجنڈے کے خلاف پہلی دیوار تو انتظامیہ اور سرکاری آفیسران کو بننا چاہیے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے قوم کے اندر شعور اُجاگر کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔قوم کو بتانے کی ضرورت ہے کہ اشرافیہ ان مغربی ایجنڈوں کے ذریعے آپ کو آگ میں دھکیل رہی ہے۔اس سے نہ صرف ہماری دنیا، ہمارا معاشرہ تباہ ہوگا بلکہ آخرت بھی تباہ ہو جائے گی۔ہمیں قوم کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ اللہ نے ہمیں جو دین عطا کیا ہے اس میں کتنی حکمت اور انسانیت کی کتنی بھلائی ہے۔

سوال: مغربی ممالک کی حکومتیں، آئی ایم ایف جیسے ادارے اور ہمارے ملک کی سیکولر لبرل اشرافیہ پاکستان کی نوجوان نسل کو ہی آخر کیوں ٹارگٹ بنا رہی ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: انتہائی اہم سوال ہے کہ نوجوان نسل کو ہی کیوں ٹارگٹ کیا جا رہا ہے؟ بنیادی بات یہ ہے کہ نوجوان ہی کسی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔مستقبل تباہ ہوگا تو وہ قوم خود تباہ ہو جائے گی اسی مقصد کے لیے یہ ساری جنگ ہے۔کسی زمانے میں تیروں اور تلواروں سے جنگ ہوتی تھی، یہ فرسٹ جنریشن وار تھی۔سیکنڈ جنریشن وار میں بندوق اور میزائل وغیرہ کا دور آیا، تھرڈ جنریشن وار توپوں اور بموں سے لڑی گئی، پھر فورتھ جنریشن وار میں ایک تصور آیا کہ جنگوں کی بجائے کسی قوم کو معاشی سطح پر کھوکھلا کر کے فتح کیا جائے۔ایسے پروٹوکولز بنائے جائیں کہ کوئی قوم اپنے معاشی تقاضے پورے نہ کر سکے اور ہم جانتے ہیں کہ امریکہ بہادر وغیرہ اسی بنیاد پر آج پاکستان جیسے ملکوں کو فتح کر چکے ہیں۔اس کے بعد ففتھ جنریشن وار کا دور آیا جس میں جنگ ذہنوں میں لڑی جا رہی ہے۔یعنی لوگوں کی ذہن سازی کر کے انہیں اپنا غلام بنایا جا رہا ہے۔اس ذہن سازی کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارا نوجوان اپنی تاریخ پر شرمندہ ہے، اپنا روایتی لباس اسے بُرا لگ رہا ہے، اپنا کلچر اسے بُرا لگ رہا ہے، اپنی تہذیب اس کو بُری لگتی ہے جبکہ مغرب کے دیے ہوئے شیطانی کلچر کو وہ بڑی خوشی سے قبول کر رہا ہے۔مغرب کو اپنے شیطانی ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے نوجوانوں کی سپورٹ چاہیے اور نوجوان ففتھ جنریشن وار کے ذریعے آسانی سے مغرب کا غلام بننے پر تیار ہو رہے ہیں، مغرب انہیں جس طرح چاہے استعمال کرے۔لہٰذا آج ہم دیکھتے ہیں کہ ملینز آف ڈالرز نوجوانوں کی ذہن سازی پر خرچ ہو رہے ہیں۔آج زمین سے اُگنے والی سبزی مہنگی ہو رہی ہے جبکہ موبائل، انٹرنیٹ اور ایسی چیزیں سستی ہو رہی ہیں، مغرب ان چیزوں پر اس لیے انوسٹ کر رہا ہے تاکہ نوجوانوں کو ان کے ذریعے اپنے مکمل کنٹرول میں لے کر ان کو ان کی ملت اور قوم کے خلاف استعمال کیا جا سکے۔لہٰذا آج ہم دیکھتے ہیں کہ جو اصطلاحات ہمارا فخر ہوا کرتی تھیں ان پر آج نوجوانوں کو شرمندگی ہے۔ایسا اس وجہ سے ہے کہ نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات ڈالے جا رہے ہیں، میڈیا وار کے ذریعے نوجوانوں کے ذہنوں میں سوالات انڈیلے جا رہے ہیں، جب ہر چیز پر سوالات اُٹھیں گے تو انسان کنفیوز ہو جائے گا اور کنفیوز شخصیت ہی مغربی ایجنڈے کو مطلوب ہے جس کو وہ جس طرح چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا پورا تعلیمی نظام کرپٹ مافیاز کے ذریعے بوگس کر دیا گیا ہے۔ہم باصلاحیت نوجوان نسل پیدا نہیں کر پا رہے بلکہ جو کوئی صلاحیت لے کر آتا ہے اُسے بھی ہم ڈگری کے نام پر تباہ کر کے واپس بھیج رہے ہیں۔اسی وجہ سے سب نااہل اور کرپٹ لوگ ہم پر مسلط ہو رہے ہیں اور جو کوئی باصلاحیت

ہوتا ہے اس کی پہلی کوشش ہوتی ہے کہ وہ بیرون ملک چلا جائے اور وہاں سیٹل ہو جائے کیونکہ یہاں ایسے لوگوں کو چلنے نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ نوجوانوں کو خاص طور پر ٹارگٹ اس لیے کیا جا رہا ہے تاکہ مستقبل میں باطل قوتیں پوری طرح ہم پر قابض ہو سکیں۔

سوال: ہمارے معاشرے میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور بے حیائی کے اس پورے کلچر کو فروغ دینے میں سوشل میڈیا، روایتی میڈیا اور ڈیجیٹل میڈیا کا کتنا کردار ہے؟

رضاء الحق: قرآن میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ شیطان محتاجی سے ڈراتا ہے اور فحاشی کا حکم دیتا ہے اور قرآن میں وارننگ کے طور پر یوں بھی تذکرہ ہے کہ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا؟ ظاہر ہے ایسے شخص کا آخرت میں کیا حصہ ہوگا؟ میڈیا خواہش نفس کو ابھارتا ہے۔ آج نوجوان پورنوگرافی کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں تو اس تک رسائی بھی میڈیا نے دی ہے۔ اسی طرح نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں بھی میڈیا کا کردار ہے۔ نوجوانوں کی اخلاقیات کو تباہ کرنے میں اس کا بڑا کردار ہے۔ شکوک وشبہات سے ہی بات پھر الحاد اور بے دینی کی طرف جاتی ہے۔ بے حیائی اور فحاشی کو عام کرنے میں میڈیا کا جتنا کردار ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ مقصد وہی ہے کہ عورت کو سیکسول ابجیکٹ (Sexual Object) کے طور پر پیش کیا جائے۔ آہستہ آہستہ یہی چیزیں نصاب اور نظام تعلیم کے اندر بھی آ رہی ہیں۔ یعنی اجتماعی طور پر ہم خودکشی کی طرف جا رہے ہیں جس طرح مغرب میں اس وقت نوجوان نسل خودکشیاں کر رہی ہے، ذہنی مریض بن چکی ہے اور جب اس کیفیت سے نکلنے کے لیے وہ روحانی تسکین کی تلاش میں نکلتے ہیں تو آگے روحانیت کے نام پر ہی دجالی فتنے ان کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ یعنی چوکھی لڑائی اس وقت انسانیت کے خلاف لڑی جا رہی ہے اور چاروں طرف سے شیطان نے گھیرا ڈالا ہوا ہے۔

سوال: بدقسمتی سے پاکستان میں ایک مخصوص سیکولر اور لبرل طبقہ پورے نظام پر حاوی ہو چکا ہے اور ہر سطح پر اس کا کنٹرول ہے۔ اس مصیبت سے نجات کیسے ممکن ہے اور اس حوالے سے دین ہمیں کیا رہنمائی دیتا ہے؟

آصف حمید: میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ہمیں اللہ کے کلام اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے رجوع کرنا پڑے گا اور دوسروں کو بھی قرآن وسنت سے جڑنے کی ترغیب دینی ہوگی۔ دوسرا یہ کہ اس طریق کار پر کام کیا جائے جو طریقہ نبی کریم ﷺ نے اختیار کیا کیونکہ صورتحال یہ بن چکی ہے کہ لوگوں کو پتا ہی نہیں کہ اللہ کا دین کیا چاہتا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر وہ لوگ ہیں جو مترفین کا کردار ادا کر رہے ہیں یعنی دین کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں دین کی دعوت اسی طریق کار کے مطابق دینی ہوگی جس طرح نبی اکرم ﷺ نے دی۔ پھر جو لوگ سیدھے راستے پر آ جائیں انہیں کسی نظم سے جوڑ کر قرآن کے ذریعے ان کی تربیت کرنا ہوگی۔ پھر قرآن کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہوگی۔ یہ ہمارا مشن ہونا چاہیے۔ اس کے مقابلے میں شیطان کا بھی ایک مشن ہے جس کے تحت وہ پوری دنیا پر شیطانی نظام کو غالب کرنا چاہتا ہے اور اس کے ذریعے دنیا کے تمام انسانوں کو جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ اسی کی اس نے قسم کھائی ہے۔ آج کل ہم دیکھیں تو اس کا مشن پورے عروج پر ہے۔ ’’الکفر ملۃ واحدۃ‘‘ کے مصداق پوری دنیا اسلام کے خلاف متحد ہو چکی ہے۔ باطل قوتیں ایک دوسرے کو ہر طرح سے سپورٹ کر رہی ہیں اور ان کی پوری کوشش ہے کہ اللہ کے دین کو ماننے والے کبھی اکٹھے نہ ہو پائیں۔ اس کے لیے وہ تفرقہ بازی، سوشل میڈیا کے ذریعے ذہن سازی اور شکوک وشبہات پیدا کرنا، آپس میں لڑانا، نفرتوں کے بیج بونا جیسے سب ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے آج کا پاکستانی معاشرہ بدترین معاشرہ بن چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شیطان کا ایجنڈا کامیاب ہو رہا ہے۔ اس صورتحال میں نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنی ذات پر دین کو نافذ کریں، اپنے آپ کو شیطان کے چنگل سے نکالیں۔ قرآن مجید میں دو گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک حزب اللہ اور دوسرا حزب الشیطان۔ آج ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم نے کس گروہ میں شامل ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان کا ضمیر گواہی دے گا کہ مجھے اللہ کی پارٹی میں شامل ہونا چاہیے تو پھر اس کا راستہ یہی ہے کہ آپ اللہ کے دین کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے والی کسی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ الحمدللہ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے بھی اسی مقصد کے لیے جدوجہد ہو رہی ہے۔ تنظیم لوگوں کو شعور دلا رہی ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا کر رہی ہے۔

❀❀❀

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے بزرگ رفیق خیر علی خان وفات پا گئے۔

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے رفیق عدنان لطیف وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد رفیق خلیل احمد غوث کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0302-8509633

☆ حلقہ لاہور شرقی کے ملتزم رفیق تنویر حیدر صاحب کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-4608160

☆ حلقہ فیصل آباد، مدینہ ٹاؤن کے نقیب شاہد ندیم کے پھوپھا سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6698832

☆ مقامی تنظیم فیصل آباد شمالی کے رفیق محمد علی اسلم کی بھتیجی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0320-2662225

☆ حلقہ ملاکنڈ، مینگورہ کے نقیب عمران خان کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-9846656

☆ حلقہ فیصل آباد وسطی کے نقیب اسرہ محمد صدیق کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-6618700

☆ حلقہ لاہور شرقی کے ملتزم رفیق عباس احمد کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-4896648

☆ قرآن اکیڈمی ملتان کے سابق ناظم جناب شیخ انعام الحق صاحب کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0306-5432200

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

غزہ کے مسلمانوں کی پکار پر لبیک کہا جائے!

رفقاء واحباب تنظیم اسلامی کی جانب سے مسلسل پوچھا جاتا ہے کہ فلسطین کے حوالے سے تنظیم اسلامی کیا کر رہی ہے۔ لہٰذا صرف اطلاع کے طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا، اخلاص نیت و کاوشوں کی قبولیت کی دعا اور رفقاء واحباب تنظیم اسلامی کو عمل کی ترغیب وتشویق دلانے کے لیے یہ معلومات نشر کی جارہی ہیں:

1. تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ملک گیر عوامی مہمات:
- 26 اکتوبر 2023 کو "فلسطین کی موجودہ صورت حال میں مسلمانوں کے کرنے کے کام۔"
- 15 تا 25 دسمبر 2023 ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داریاں۔''
- 30 مارچ 2024 کو "حرمت مسجد اقصیٰ، غزہ میں مظالم اور ہماری ذمہ داریاں۔"

2. 8 اکتوبر کے بعد سے پریس کانفرنسز اور پریس ریلیز کے اجراء کے ذریعے عوام اور مقتدر طبقات کو مسلسل توجہ دلائی جارہی ہے۔
3. تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سوشل میڈیا پر پروگرام ''زمانہ گواہ ہے''میں نامور دانشورانِ ملت کو مدعو کر کے اس موضوع پر تقریباً دو درجن پروگرامز میں گفتگو کی گئی۔
4. اس عنوان سے سیمینارز اور احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ جن میں اہل غزہ و فلسطین کے حق میں اور اسرائیل کی مخالفت میں سلوگنز پر مبنی ہینڈ بلز، بروشرز اور بینرز استعمال میں لائے گئے۔
5. مسجد اقصیٰ کے حوالے سے آگاہی اور معلوماتی ویڈیو بنا کر عام کی گئیں۔
6. امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے علماء کرام، اراکین قومی و صوبائی اسمبلی، چیف جسٹس، کالج و یونیورسٹیوں کے پرنسپلز، بار کونسلز کے اراکین، میڈیا کی اہم شخصیات کے نام خطوط بھیجے گئے۔
7. اسلامی ممالک اور دیگر ممالک کے پاکستان میں سفارت خانوں کو خطوط لکھے گئے۔
8. مظلوم فلسطینیوں کے لیے خصوصی اجتماعی دعاؤں خصوصاً تنظیم اسلامی و انجمن خدام القرآن کے تحت مساجد میں مسلسل قنوت نازلہ کا اہتمام کیا جارہا ہے۔
9. تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام تمام مساجد کے آئمہ اپنے خطبات جمعہ میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بھرپور اور مسلسل گفتگو کر رہے ہیں۔
10. ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ جاری کیا گیا۔
11. تنظیم کی ویب سائیٹ پر ایک مختص صفحہ پر اس موضوع کی اہمیت، تاریخ، دیگر معلومات اور ہماری کوشش بیان کی جارہی ہے۔
12. مسجد اقصیٰ کے بارے میں کتابچہ بعنوان ''مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت'' کا اجراء کیا گیا۔
13. رمضان المبارک کے دوران پاکستان بھر میں ہونے والے دورہ ترجمہ وخلاصہ مضامین قرآن میں تقریباً ہر روز اس موضوع پر گفتگو ہوتی رہی۔
14. مختلف اداروں کی طرف سے قائم شدہ امدادی فنڈ میں عوام الناس خصوصاً رفقاء تنظیم اسلامی کو عطیات جمع کرانے کی بھرپور ترغیب وتشویق دلائی گئی۔

البتہ ہم علیٰ وجہ البصیرہ اس کا اصل اور پائیدار حل اسی کو سمجھتے ہیں کہ اہل غزہ کی مدد کے لیے جو کچھ ہمارے بس میں ہے وہ کرتے ہوئے ہماری اصل توجہ اور کوشش اس کے لیے ہو کہ ملک خداداد پاکستان میں دین اسلام کے قیام ونفاذ کی عملی کوشش کی جائے تاکہ پاکستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار ہو سکے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے جان و مال اور حقوق کا تحفظ ممکن ہو سکے اور اسلام اور مسلمانوں کو سربلندی وغلبہ حاصل ہو۔ اللہ ہمیں اس کے لیے محنت اور جہد وجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر محترم کا سالانہ دورہ سرگودھا

18 مئی 2024ء بروز ہفتہ صبح 8:00 بجے امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب، پرویز اقبال صاحب نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون کے ہمراہ حلقہ سرگودھا کے سالانہ تنظیمی دورے پر تشریف لائے۔ امیر حلقہ نے اپنے معاونین کے ہمراہ اُن کا استقبال کیا۔ کچھ دیر آرام اور ناشتے کے بعد صبح 9:00 بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن حکیم وترجمہ سے ہوا۔ جس کی سعادت مقامی تنظیم سرگودھا شرقی کے رفیق عثمان غنی نے حاصل کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ صاحب سرگودھا آمد پر شکریہ ادا کیا اور تمام رفقاء جو دور دراز کے علاقوں سے آئے تھے سب کے جذبات کو سراہا۔ امیر حلقہ نے حلقہ کے نظم کا تعارف پیش کیا اور اپنے معاونین کا تعارف کروایا اور سال بھر میں حلقہ میں نئے شامل رفقاء کی تعداد سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد امیر محترم نے ابتدائی کلمات ادا فرمائے۔ رفقاء جو ایک روز قبل ہی سے حلقہ کے سہ ماہی تربیتی پروگرام میں شرکت کی غرض سے جمع تھے ان کے جذبات اور ایثار کو سراہتے ہوئے امیر محترم نے دو دن سے ہونے والے خطابات اور دروس کے متعلق رفقاء سے سوالات کیے اور انہیں دعائیہ کلمات سے نوازا۔

رفقاء کو پروگرام کے آغاز سے قبل ہی سوالات کے لیئے پیپرز اور پین مہیا کر دیئے گے تھے تاکہ وہ اپنے سوالات تحریراً امیر محترم کو پیش کر سکیں۔ سوالات موصول ہونے پر امیر محترم نے ان کے تفصیلی جوابات دیئے۔ اس کے بعد مبتدی وملتزم رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت مسنونہ کی۔ صبح 11:30 تک امیر کی رفقاء کے ساتھ بھرپور نشست رہی۔ امیر محترم کی صبح 11:40 پر حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ ملاقات رہی جس میں امیر محترم نے حلقہ اور مقامی تناظیم کی سطح پر مختلف تنظیمی امور کا جائزہ لیا۔ مقامی امراء نے اپنے اپنے نظم کا تعارف پیش کیا اور ذمہ داران کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد امیر محترم نے ذمہ داران کے سوالات کے جوابات دیئے اور اس بات پر زور دیا کہ ہمیں اپنے اُسروں پر محنت کی ضرورت ہے، حلقہ قرآنی کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ گھریلو اسرہ کے قیام پر بھی زور دیا اور ذمہ داران سے کہا کہ آج کے پروگرام میں جو رفقاء شامل نہ ہو سکے ہیں، ان سے آپ نے فوراً رابطہ کرنا ہے اُن کی خیریت معلوم کرنے کے بعد میرا سلام انہیں پہنچانا ہے۔ اور میرے لیے اُن سے دعاؤں کی درخواست کرنی ہے۔ اس نشست کا اختتام دوپہر 1:00 بجے ہوا۔ اس طرح امیر محترم کا دورہ سرگودھا باحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ امیر محترم نائب ناظم اعلیٰ صاحب کے ہمراہ سہ پہر ڈھائی بجے لالہ موسیٰ (گجرانوالہ) کے لیے روانہ ہو گئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ جن جن رفقاء نے ان پروگراموں کے لیے محنت فرمائی اللہ تعالیٰ انہیں بہتر بدل عطا فرمائے۔ امیر محترم اور تمام رفقاء کو اپنی حفاظت میں رکھے اور صحت اور ایمان کی سلامتی والی زندگی عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشر واشاعت حلقہ سرگودھا)

مقامی تنظیم دیر بالا کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام

12 مئی 2024ء بروز اتوار بمقام سلام کورٹ دیر بالا تنظیم اسلامی کا ایک روزہ دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع کی پہلی نشست سید رازق صاحب کے دار العلوم میں منعقد ہوئی جس میں حسین احمد صاحب نے سورۃ المائدہ کی آیت 46 کی روشنی میں قرآن مجید کا امت مسلمہ کے لیے بحیثیت نور، ہدایت اور موعظہ حسنہ ہونا کے موضوع پر تفصیلاً خطاب فرمایا۔ اس کے ساتھ قرآن مجید کے حقوق بھی بیان کیے۔ اس نشست میں سامعین کی تعداد 50 کے قریب تھیں۔ دوسری نشست سلام کوٹ کے بڑی جامع مسجد میں نماز عصر کے بعد ہوئی جس میں مذکورہ مقرر نے فرائض دینی کا جامع تصور وائٹ بورڈ کی مدد سے واضح کیا۔ اس نشست میں 35 افراد نے بات غور وشوق سے سنی۔ جبکہ تیسری نشست سلام کوٹ کے ایک تیسری مسجد میں نماز مغرب کے بعد ہوئی۔ وہاں پر حسین احمد صاحب نے مطالباتِ دین کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ یہاں پر سامعین کی تعداد 27 تھی۔ پھر سلام کوٹ کے ایک ملتزم رفیق عبد المالک جان کے ہاں رات کے کھانے کا اہتمام تھا اور رات بھی وہاں گزاری۔ اگلی صبح نماز فجر کے بعد مقامی تبلیغی حضرات اور وہاں کے مسجد کے خطیب کے ساتھ ''مکمل دین'' کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ اشراق کی نماز پڑھنے اور صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد تقریباً 2 گھنٹے پیدل سفر کر کے نیچے گنوڑی نامی گاؤں میں لوگوں کو دین کی دعوت دی۔ یوں یہ دعوتی پروگرام مکمل ہوا۔ (رپورٹ: لائق سید معتمد، مقامی تنظیم دیر بالا)

امیر محترم کا سالانہ تنظیمی دورہ حلقہ لاہور غربی

17 مئی 2024ء بروز جمعہ بمقام قرآن آڈیٹوریم گارڈن ٹاؤن لاہور میں امیر محترم سالانہ تنظیمی دورہ حلقہ لاہور غربی کے لیے تشریف لائے۔ امیر محترم نے سورۃ العصر کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز کیا۔ پروگرام کے پہلے حصے میں ذمہ داران موجود تھے۔ اپنے دورہ کی وضاحت کرتے ہوئے امیر محترم نے آگاہ کیا کہ حلقہ جاتی دعوتی اور تنظیمی دورہ پہلے مشترک تھا، اب مشاورت کے بعد اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ پہلے دعوتی دورہ ہوگا جس میں خطابِ عام اور علماء کرام سے ملاقات وغیرہ یعنی عوامی نوعیت کے پروگرام شامل ہیں جبکہ اس کے بعد تنظیمی دورہ ہوگا جو رفقاء اور ذمہ داران سے ملاقات پر مشتمل ہوگا۔ ذمہ داران نے امیر محترم سے مختلف سوالات کئے جن میں فلسطین کے لیے احتجاج، تنظیم کی دفاعی حکمت عملی، کسی منکر کے لیے مہم کا پروگرام، مختلف جماعتوں کے ساتھ مل کر مشترکہ تحریک وغیرہ پر سوالات شامل تھے۔ امیر محترم نے تمام سوالات کے جوابات دیئے۔ نقباء کو غیر حاضر رفقاء کے متعلق ہدایات دیں کہ وہ ان تک ان کا سلام پہنچائیں، ان کی خیریت دریافت کریں اور غیر حاضری کی وجہ معلوم کر کے نظم بالا کو آگاہ کریں۔

دوسرے سیشن کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا جس کی سعادت خباب عبدالخالق نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ المنافقون کے دوسرے رکوع کی تلاوت کی۔ جناب پرویز اقبال صاحب قائم مقام امیر حلقہ لاہور غربی نے اپنے معاونین اور امراء کا امیر محترم سے تعارف کروایا۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت لاہور غربی میں 12 مقامی تناظیم کام کر رہی ہیں۔ اور اس میں کم و بیش 773 رفقاء (مبتدی و ملتزم) شامل ہیں۔ 70 حلقہ جات قرآنی منعقد ہو رہے ہیں۔ منفرد رفقاء کی تعداد 17 ہے۔ لاہور غربی میں رفیقات کی تعداد 204 اور اُن کے اسرہ جات 19 ہیں۔ رفقاء نے امیر محترم سے سوالات کئے جن کا امیر محترم نے جواب دیا۔ امیر محترم نے مبتدی و ملتزم رفقاء سے بیعت لی۔ امیر محترم نے اختتامی خطاب میں رفقاء کی ذمہ داریاں بیان کیں جیسے تنظیمی فکر سے آگاہی، اسرہ جات اور حلقہ قرآنی میں باقاعدگی سے شرکت، اہل خانہ کی فکر، تنظیمی نظم کے مطابق ذمہ داریوں کی ادائیگی، سالانہ اہداف کی یاد دہانی، اقامت دین کی جدوجہد کے لیے رخصت کی بجائے عزیمت کا راستہ اختیار کرنا اور اپنی نیت خالص رکھنا۔ آخر میں امیر محترم نے تمام ذمہ داران اور رفقاء کا پروگرام میں شرکت پر شکریہ ادا کیا اور دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: نوید احمد قریشی، ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور غربی)

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

اسی طرح تجارتی اور پیداواری قرضوں پر اطلاق سے متعلق معاملہ ہے' اس کے بارے میں بھی ہم سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلیٹ بینچ کے 23 دسمبر 1999ء کے فیصلہ میں مذکور گفتگو سے پوری طرح متفق ہیں اور اسی کو اختیار (adopt) کرتے ہیں۔ اس کے متعلق گفتگو اس فیصلہ کے درج ذیل صفحات میں آئی ہے:

Judgement of Justice Khalil Ur Rehman PLD page no.127 to 140 (Publisher: Shariah Academy, International Islamic University, Islamabad)

Judgement of Justice Mufti Muhammad Taqi Usmani Sb PLD page no. 667 to 681 (Publisher: Malik Muhammad Saeed, Pakistan Educational Press Lahore)

چنانچہ ربا' سود (Usury) اور Interest میں کوئی فرق نہیں' کیونکہ تینوں میں وہ تین مشترکہ باتیں پائی جاتی ہیں جو ربا کی تعریف میں شامل ہیں۔

(1) قرض کی اصل رقم پر مہلت کے عوض اضافہ

(2) اضافہ کی شرح کا متعین ہونا

(3) اضافہ کی شرط کا معاہدہ قرض میں شامل ہونا

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 762 دن گزر چکے!

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا نقیب | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

شمارہ جون 2024ء ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: ''میثاق'': تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا امین — خورشید انجم

☆ بیان القرآن: سُورۃُ الاعلیٰ + سُورۃُ الغاشیۃ — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ خصوصی مضمون: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجۃ الوداع
حدیثِ جابرؓ کی روشنی میں — ابو کلیم مقصود الحسن فیضی

☆ دعوتِ فکر: حیا' حیات اور بحرِ مُردار — ڈاکٹر ربیعہ ابرار

☆ تذکیر و موعظت: حُبِّ مسلم — حافظ محمد اسد

☆ انوارِ درایت: نظریۂ توحید اور انسان — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 500 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

maktaba@tanzeem.org — 0301-1115348

ڈی چوک اسلام آباد میں شہداء کے نمازِ جنازہ میں تنظیم اسلامی کے ذمہ داران کی شرکت

غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار پر دو ارب سے زائد آبادی والے 57 مسلم ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کی بے حسی، بے حمیتی اور مجرمانہ خاموشی ابھی تک جاری ہے۔ تنظیم اسلامی نے 8 اکتوبر 2023ء کے بعد غزہ پر وحشیانہ اسرائیلی بمباری کے خلاف اور غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی حق وحمایت میں علم بلند کیا۔ اور ملک بھر میں مظاہروں کے علاوہ سیمینارز کا بھی اہتمام کیا۔ علاوہ ازیں ملکی سطح پر اس حوالے سے جو کوششیں کی جاری رہی ہیں اُن میں بھی تنظیم اسلامی اپنا حصہ ڈال رہی ہے۔ چند ہفتوں سے سابق سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ نے "Save Gaza" کے عنوان سے ایک مہم کا آغاز کیا تھا جس میں ڈی چوک اسلام آباد میں دھرنوں کا سلسلہ بھی چل رہا تھا۔ 18 اور 19 مئی کی درمیانی شب دھرنے میں شریک لوگوں پر "نامعلوم" افراد نے گاڑی چڑھا دی۔ جس سے آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے رومان نامی ایک نوجوان موقع پر شہید ہو گئے۔ راولپنڈی کے رہائشی 40 سالہ شیخ عمران بھی شہید کر دیے گئے۔ جن کا چہرہ کچلے جانے کی وجہ سے شناخت ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔ ان کی نماز جنازہ 20 مئی کی شام کو ادا کی گئی۔ تنظیم اسلامی کی جانب سے وفد میں نائب ناظم اعلیٰ شمالی زون راجہ محمد اصغر صاحب، امیر حلقہ اسلام آباد ڈاکٹر ضمیر اختر خان صاحب اور مقامی تنظیم کورنگ ٹاؤن کے امیر کے علاوہ 12 رفقاء نے شرکت کی۔ شہداء کے جنازے میں شرکت اور سابق سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب سے اظہارِ یکجہتی کے لیے بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ اس موقع پر ڈاکٹر ضمیر اختر خان صاحب نے مختصر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ پاک شہداء کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس وقت امتحان و آزمائش غزہ کے مسلمانوں کے لیے بھی ہے اور وہ اپنی جانوں کی قربانی اور استقامت کے ذریعے اس امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ امتحان باقی امت مسلمہ کا بھی ہے اور ہمیں سوچنا یہ ہے کہ اگر ہم نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات نہ کیے تو قیامت کے دن اللہ کے حضور کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانانِ فلسطین کی مدد و نصرت فرمائے اور مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کو غیرتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی حافظ قرآن بیٹی، عمر 20 سال، تعلیم ایف ایس سی فزیوتھراپی کورس جاری)، قد "1 :'5 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0328-9145459 - 0323-0416262

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر اہل حدیث جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم ایم ایس سی سائیکالوجی (آخری سال)، قد "5 :'5، کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ فیصل آباد یا فیصل آباد کے گردونواح کے لوگ قابل ترجیح۔ برائے رابطہ: 0301-8856562 - 0345-7702295

☆ ضلع منڈی بہاؤالدین، پھالیہ کی رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم فل ایجوکیشن کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0347-7640373

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

پریس ریلیز 24مئی 2024ء

ڈی چوک اسلام آباد کے شہداء کی ٹارگٹ کلنگ میں ملوث تمام افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے

شجاع الدین شیخ

ڈی چوک اسلام آباد کے شہداء کی ٹارگٹ کلنگ میں ملوث تمام افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ڈی چوک اسلام آباد میں غزہ کے مسلمانوں کے حق میں مظاہرہ کرنے والے افراد کی ٹارگٹ کلنگ پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان میں اسرائیل کی درندگی کے خلاف اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے حق میں بات کرنا جرم بن چکا ہے۔ انہوں نے سوال اُٹھایا کہ وہ شخص کون تھا جس نے ڈی چوک میں مظاہرین پر کئی مرتبہ گاڑی چڑھائی اور دو افراد کو کچل کر شہید جبکہ کئی کو زخمی کر دیا۔ پولیس وقوعہ پر خاموش تماشائی کیوں بنی رہی۔ ڈی چوک کے گرد ونواح کی سٹریٹ لائٹس اور سی ٹی وی کیمرے کس کے کہنے پر بند کیے گئے۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب فلسطینی مسلمانوں کے لیے دردِ دل رکھنے والے ہر پاکستانی کو مطلوب ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ دہشت گردی کے اس اندوہناک واقعہ میں ملوث مجرم اور اُس کے تمام سہولت کاروں اور پشتی بانوں کو بے نقاب کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ تنظیم اسلامی کے ایک وفد نے 20 مئی 2024ء کو شہداء کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ شہداء کے جنت میں درجات بلند فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

عالمی فوجداری عدالت کے چیف پراسیکیوٹر کریم خان جو کہ قادیانی ہیں اُن کا حماس کی اعلیٰ قیادت کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کی درخواست پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ فلسطینی مجاہدین اپنے علاقوں سے ناجائز صیہونی قبضہ کو ختم کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کی متعدد قراردادوں کے تحت اس ناجائز صیہونی قبضہ کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے کا انہیں مکمل حق حاصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اور وزیر دفاع یوو گالانٹ کے خلاف نسل کشی، جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف جرائم کے واضح ثبوت موجود ہیں اور عالمی فوجداری عدالت میں مقدمہ چلا کر انہیں قرار واقعی سزا دینا عدل کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ اسرائیلی مجرموں اور فلسطینی مجاہدین کو یکساں طور پر انسان دشمن قرار دے کر عالمی فوجداری عدالت کے چیف پراسیکیوٹر کس کے ایجنڈا پر کام کر رہے ہیں۔

ہیلی کاپٹر حادثہ میں ایرانی صدر کی رحلت پر ایک بیان میں امیر تنظیم نے کہا کہ یہ حادثہ ایران اور امت مسلمہ دونوں کے لیے سانحہ ہے۔ ایرانی صدر ابراہیم رئیسی امت مسلمہ کے اہم لیڈر تھے۔ انہوں نے اپنی صدارت کے دوران ایران اور ہمسایہ عرب ممالک کے مابین دہائیوں سے جاری کشیدگی کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اُن کے حالیہ دورۂ پاکستان کے باعث دونوں برادر ہمسایہ ممالک کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

International Court of Justice and the ICC are against them. The dossier on Israel's war crimes had been opened by Khan's predecessor Ms Fatou Bensouda years ago, yet shockingly he only now has filed an application seeking indictment of Benjamin Netanyahu and Yoav Gallant. These two zionist leaders do not make the sum total of all the war criminals in Netanyahu's war cabinet. Excluding them along with military officials and scores of others responsible for horrific war crimes in Gaza as well as the Occupied Palestinian Territories, particularly in the West Bank, is a dereliction of duty.

Equally it is disingenuous for Khan to confine his charge sheet against Netanyahu and Gallant to post-October 8 bombings. Palestinians have been subjected to heinous crimes including the weaponization of starvation, massacres and the inhumane siege of Gaza for decades before. Though he has cited article 8(2)(b)(xxv) of the Rome Statute which holds starvation of civilians as a method of warfare as a war crime, surely, he would know that this inhumane tool to punish 2.3-million Palestinians, did not commence after October 7. The crippling siege and blockade of Gaza has been enforced by Israel since 2006. Incrementally it got worse over the years as Israel not only ignored but defied provisions of the Geneva Convention in regard to its legal and moral responsibility as an occupying power.

Indeed, it is shocking to read that Khan has evaded reference to crimes of genocide and occupation. His adoption of a "soft" charge sheet for Israel may be explained by the aggressive threats he faced from US senators and others who warned him against issuing arrest warrants for Netanyahu. What he cannot escape though is that there is no symmetry between anti-colonial struggles by the colonised against the colonisers. To delink Palestinian resistance movements such as Hamas from its courageous struggle against zionist settler colonialism, is a wilful attempt to obliterate and criminalise it.

Courtesy: ***Crescent International***

انفرادی دعوت کے حوالے سے رفقائے تنظیم کے تاثرات

الاقرب فی الاقرب

سال 2023 میں میں نے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آہستہ آہستہ تنظیم کے پروگراموں میں شرکت سے تربیت ہوتی رہی۔ تربیت کا حاصل یہ ہوا کہ پہلے اپنی ذات پر دین کو نافذ کیا جائے اور پھر سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ گھر میں سے سب سے پہلے میں نے اپنے بھائی کو دعوت دی۔ لیکن بھائی پر دعوت کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔

الحمدللہ میں نے کوشش جاری رکھی کہ بھائی کو کسی نہ کسی طرح تنظیم میں شامل کیا جائے تاکہ جو میں نے اپنے لیے پسند کیا وہ اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کروں۔ اللہ سے دعا کرتا رہا اور دعوت دیتا رہا اور الحمدللہ سال 2024 کے دورہ ترجمہ قرآن میں بھائی نے اپنی مکمل حاضری کے ساتھ تنظیم اسلامی کو صحیح سمجھ کر اپنا لیا۔ (خاور امیر صدیقی، راشد منہاس جوہر 2، کراچی)

دعوت کا اثر

دعوت کے حوالے سے ایک بہت اچھا تجربہ رہا۔ غالباً سال 10-2009 کی بات ہے جب پاکستان میں ڈرون حملے بہت ہو رہے تھے۔ یہ مشرف دور کے بعد کی بات ہے۔ ہم واٹر پمپ چورنگی پر ڈرون حملوں کے خلاف مظاہرہ کر رہے تھے اور پلے کارڈز لے کر کھڑے تھے۔ یہ گویا ہماری خاموش دعوت تھی۔ اسی دوران ایک صاحب آئے جو حلیے سے پنجاب یا سندھ کے کسی دیہی علاقے کے باسی لگ رہے تھے۔ انہوں نے آ کر مجھ سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کام کر رہے ہیں۔ میں نے بتایا کہ ڈرون حملوں میں مسلمان بھائیوں، بہنوں اور معصوم بچوں کو مارا جا رہا ہے، ہم اس کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ انہوں نے فوراً سوال کیا کہ اس سے کیا ہوگا کیا حملے رک جائیں گے؟ میں نے کہا کہ بظاہر تو ایسا نہیں لگتا کہ ہمارے مظاہروں سے حملے رک جائیں گے لیکن ہم اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ میں نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی کا ایک ایک قطرہ آگ پر ڈال رہی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ آگ بجھ جائے گی تو چڑیا نے کہا کہ قیامت کے دن میں آگ بجھانے والوں میں شامل ہوں گی نہ کہ لگانے والوں میں۔ ہمارا اتنا ہی کام ہے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق اپنا حصہ ڈال رہے ہیں باقی اللہ تعالیٰ حفاظت کرنے والا ہے۔ ہمارے پاس کچھ پلے کارڈ بچے ہوئے تھے۔ اس نے بھی خاموشی سے ایک پلے کارڈ اُٹھایا اور ہمارے ساتھ کچھ دیر کھڑا رہا۔ (شعیب علی خان، راشد منہاس جوہر 2، کراچی)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے رفیق جناب محمد مکرم عباسی کے ہاتھ کا فریکچر ہو گیا۔

برائے بیمار پرسی: 0300-9680082

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد اسرہ تونسہ شریف کے نقیب جناب رضا محمد گجر بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0302-3725335

☆ امیر تنظیم اسلامی بہاولپور جناب قاری محمد ندیم کی اہلیہ بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0301-5420904

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

No equivalence between innocent Palestinian victims and savage Israeli perpetrators

Widespread suspicion that International Criminal Court (ICC) prosecutor Qadiani Karim Khan is biased against Palestinians, is yet again confirmed by his attempt to charge leaders of Hamas for 'war crimes'. It is absurd and irrational to indict leaders of Palestine's resistance movement engaged in a legitimate struggle for freedom and justice. The struggle for life, liberty and dignity is necessitated by the occupying regime's decades old systematic oppression, ethnic cleansing and denial of fundamental human rights. By defending their civilian population from Israel's repressive racist policies which include land-grabs, home demolitions, arbitrary detention without trial, torture and reprehensible indiscriminate bombings, Hamas has demonstrated levels of morality unmatched by Israel.

Indeed, Hamas's narrative of the events of October 7 dispels Khan's charge sheet as no more than a rehash of Israeli propaganda. To resist against injustice, oppression and mindless violence, is not only allowed by international law, but also a duty incumbent on subjugated people, as is the case in Palestine. Karim Khan has committed a grave error by unfairly positioning victims of zionist colonialism on an equal footing with merciless perpetrators of genocide that has been relentlessly going on for more than seven decades. To seek arrest warrants for Hamas's Yahya Sinwar, Mohammed Diab Ibrahim Deif, and Ismail Haniyeh is an abuse of the power vested in Khan's hands. That he fails to distinguish legitimate resistance from common criminality, is an indication of the bias inherent in his unwise decision.

One wonders if he has any appreciation for the valour and courage displayed by South Africa's leaders and masses in opposing the repressive apartheid regime, which ultimately led to the dawn of democracy - now in its 30th year. Back then, in much the same way Khan has attempted to frame resistance as war crimes, the reprehensible apartheid regime charged and jailed leaders of the liberation movement. Many such as Nelson Mandela, Walter Sispulu, and Ahmed Kathrada were unjustly imprisoned while many more were brutally murdered. Many like Palestinian prisoners who are tortured and killed behind bars, suffered similar fate in South Africa. Heroes of the struggle such as Steve Biko, Ahmed Timol, Imam Haroon and countless others, who were murdered by the regime's security forces, are icons of the freedom struggle, not villainsss as perceived by the regime and the west. Having read the statement issued by Khan in which he seeks justification to indict Hamas, it is apparent that he sought to "balance" it against the arrest warrants for Israel's leaders.

Is there moral equivalence between the oppressed and the oppressor?

Certainly not, but despite this fact borne out by annals of history, Khan has overstepped his mandate by seeking to punish heroes of Palestine's freedom movement. On the other hand, he dragged his feet in holding Israel's warlords to account. That it took him nearly eight months in which period thousands of innocent Palestinians have been killed in the most brutal fashion and the entire Gaza Strip devastated, is by itself a crime. The adage "justice delayed is justice denied" is applicable in the case of Palestine's long- suffering victims held hostage by Israel and its western backers. It is imperative to remind Karim Khan and the ICC that this maxim holds true for Palestinians where justice is absent or at best slow.

Powerless and aggrieved people will thus be blameless for believing that international bodies such as the United Nations Security Council, the

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.21

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore